SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Wendnesday, February 19, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (State Bank Buliding), Islamabad, at ten of the clock in the morning with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran).

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٧٨﴾
وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا
وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٧٩﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا
الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٠﴾
ع وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿١٨١﴾

ترجمہ : شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ خالق و مالک کائنات کا ارشاد ہے جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی ان کی مثال بری ہے اور انہوں نے نقصان کیا تو اپنا ہی کیا۔ جس کو خدا ہدایت دے وہی راہ یاب ہے اور جس کو گمراہ کرے تو ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ بالکل چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور خدا کے سب نام اچھے ہیں اچھے ہیں تو اس کو اس کے ناموں سے پکارا کرو۔ اور جو لوگ اس کے ناموں میں کجی

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Wendnesday, February 19, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (State Bank Buliding), Islamabad, at ten of the clock in the morning with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran).

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۷۸
وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا
وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝۱۷۹ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا
الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۸۰
ع وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝۱۸۱

ترجمہ : شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ خالق ومالک کائنات کا ارشاد ہے جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی ان کی مثال بری ہے اور انہوں نے نقصان کیا تو اپنا ہی کیا۔ جس کو خدا ہدایت دے وہی راہ یاب ہے اور جس کو گمراہ کرے تو ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ بالکل چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور خدا کے سب نام اچھے ہیں اچھے ہیں تو اس کو اس کے ناموں سے پکارا کرو۔ اور جو لوگ اس کے ناموں میں کجی

(اختیار) کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں عنقریب اس کی سزا پائیں گے۔ اور ہماری مخلوقات میں سے ایک وہ لوگ ہیں جو حق کا رستہ بتاتے ہیں اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سوالات، جناب عبدالرحیم میرداد خیل۔ سوال نمبر ۱۳۲۔

THE VALUE OF HIDES, LEATHER AND TANNED LEATHER EXPORTED DURING 1983, 1984 AND 1985

132. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Commerce be pleased to state the value of hides, leather and tanned leather separately, exported during the years 1983, 1984 and 1985?

Mr. Mohyuddin Baluch (Answered by Mr. Salim Saifullah): Export of raw hides is banned. The export figures of leather and tanned leather are as follows:—

(Value in millions)

Year		Leather		Tanned Leather
1982-83	Rs.	1107.8	Rs.	87.2
	$	86.7	$	6.8
1983-84	Rs.	1798.6	Rs.	173.1
	$	133.0	$	12.8
1984-84	Rs.	2255.7	Rs.	69.5
	$	148.5	$	4.6

جناب چیئرمین: اگلا سوال، جناب عبدالرحیم میرداد خیل۔ سوال نمبر ۱۳۳۔

THE AMOUNT OF INCOME TAX PAID BY SALARIED PERSONS DURING 1983—85

133. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the amount of Income Tax paid by salaried persons during 1983 to 1985; and

(b) the amount of Income Tax paid by Government and non-Government employees separately during the said period?

Mian Mohammad Yasin Khan Wattoo (Answered by Mr. Iqbal Ahmad Khan): (a) Amount of Income Tax paid by salaried persons is as under:

(Rs. in Million)

Assessment Year	Amount
1983-84	729
1984-85	833

(b) The break-up of these receipts is as under:

(Rs. in Million)

Assessment year	Income Tax Paid by	
	Government Employees.	Non-Govt. Employees.
1983-84	159	570
1984-85	174	659

<u>جناب عبدالرحیم میرداد خیل:</u> کیا وزیر محترم یہ بیان فرمائیں گے کہ سرکاری ملازمین تو باقاعدہ ٹیکس ادا کرتے ہیں تو حکومت اس کے مقابلے میں ان ملازمین کو کیا مراعات دیتی ہے۔

<u>جناب اقبال احمد خان:</u> میں جناب سمجھا نہیں، یہ کس قسم کی مراعات چاہتے ہیں۔ سرکاری ملازم ہیں۔ ان کو ملازمت ملی ہوئی ہے، ان کو الاؤنس ملتے ہیں ان کو بعض اوقات مکانات بھی ملتے ہیں اور کون سی خاص مراعات یہ چاہتے ہیں کہ بتائی جائیں۔

<u>جناب عبدالرحیم میرداد خیل:</u> مطلب ہے کہ ان کو مکانات دینا یا کوئی ایسی رہائشی سکیمیں ان کے لئے مہیا کرنا یا پلاٹس ہیں تاکہ مستقبل میں وہ نجی طور پر کام چلا سکیں۔

جناب اقبال احمد خان: جناب اس قسم کی اس وقت میرے پاس اطلاع نہیں ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: اس کی وجوہات کیا ہیں کہ آپ کے پاس اطلاع نہیں ہے۔

جناب اقبال احمد خان: آپ نے جو سوال کیا ہے اس میں سے آپ فرمائیں کہ کون سا ضمنی سوال ہے کہ جس کا میں جواب دوں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: اصل میں یہ آپ کا محکمہ نہیں ہے۔ لہٰذا آپ سب وزیروں کے پیش امام بن کر یہاں آتے ہیں جب سوالات کی معلومات نہ ہوں تو پھر یہ ظاہر ہے کہ خواہ مخواہ ہماری محنت بھی ضائع جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: اسلام میں امام کا ہونا ضروری ہے تو میرے خیال میں کسی کا پیش امام ہونا کوئی بری بات نہیں ہے۔ اگلا سوال، جناب عبدالرحیم میرداد خیل۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سپلیمنٹری اصل سوال ہی میں سے نکل سکتا ہے اور یہ کہ ساری دنیا کی انفارمیشن سپلیمنٹری کے ذریعے حاصل نہیں کی جا سکتی۔

جناب چیئرمین: درست، اگلا سوال، جناب عبدالرحیم میرداد خیل۔ سوال نمبر ۱۳۴۔

THE AMOUNT OF SUBSIDY GRANTED BY THE GOVERNMENT OF MAJOR SUBSIDIZED ITEMS

134. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state;

(a) the amount of subsidy granted by the Government on major subsidized items during the last three years item-wise; and

(b) whether the Government intends to continue the grant of these subsidies in future also?

Mian Mohammad Yasin Khan Wattoo (Answered by Mr. Iqbal Ahmad Khan) (a) Amount of subsidy allowed by the Government

on major items from 1982-83 to 1984-85 is as follows:—

(Rs. in Million)

	1982-83	1983-84	1984-85
Subsidy on Wheat (Differential between Procurement and release price)(including imported wheat)	—	150.000	1248.696
Subsidy on wheat (incidentals) Provided in the Provincial Budgets. (including AJK) ..	1041.100	1143.300	1699.913
Edible Oil	—	1485.191	2245.057
Subsidy on Wheat (FATA & AJK)	110.024	110.024	115.536
Fertilizer — Indigenous	1006.653	1542.678	942.163
Fertilizer — Imported	941.501	545.588	1018.879
Sugar (Export)	—	129.136	—
Reimbursement of Losses of Cotton Export Corp.	237.307	—	—
Subsidy on Interest free Loans to small farmers	198.000	168.000	180.000
Total ..	3534.585	5273.917	7450.240
*(i) Rebate on Exports	1380.000	1780.000	1306.000
*(ii) Reimbursement to State Cement Corp.	—	959.600	390.000
*(iii) Non-Financial Institution (Railways for Govt. Traffic)	250.000	275.000	275.00
Total ..	1630.000	3014.600	1971.000
Grand Total ..	5164.585	8288.517	9421.240

*Although the payment on account of rebate on exports, reimbursement to State Cement Corporation and payment to Pakistan

[Mian Mohammad Yasin Khan Wattoo]

Railways are technically not subsidies yet these are provided by the Government with a view to :—

(i) providing incentive to exporters and to enable them to sell competitively:

(ii) meeting the higher production cost of Cement Corporation to enable it to sell cement at a given rate; and

(iii) compensating the Railways for providing services on concessional rates to the Defence traffic and personnel.

(b) As already clarified in budget speech of the Finance Minister, the Government intends to follow the policy of liberalisation of the economy. This includes gradual elimination of administrative controls and direct intervention in commercial operations. A de-regulation commission including representatives of the people has already been set up to look into this issue.

However, the following subsidies have been authorised by the National Assembly for 1985-86:—

(Rs. in Million)

(a)	Wheat	980.0
(b)	FATA (Food Items)	127.1
(c)	Azad Kashmir and Northern Areas (Food Items)	20.2
(d)	Edible oil	2476.8
(e)	other subsidies	3559.8
	Total ..	7164.8

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: ضمنی سوال، یہ چھوٹے کسانوں کو بلاسود قرضے دیئے گئے ہیں۔ تو زمینی مزدوروں کو کیا مراعات دی گئی ہیں۔

جناب چیئرمین: میں سمجھتا نہیں، زمینی مزدوروں سے آپ کی کیا مراد ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: زمینی مزدوروں کو کیا مراعات دی گئی ہیں۔ جب کہ

چھوٹے کسانوں کو بلا سود قرضے دیئے گئے ہیں۔ اصل میں مزدور مزدور کی زبان سمجھتا ہے تو اس لئے میں کہہ رہا ہوں وہ جو مزدور کاشتکار چھوٹے طبقے کے ہیں اور جو بطور مزارع کام کرتے ہیں ان کو کیا مراعات دی جاتی ہیں۔

جناب اقبال احمد خان: جناب یہ سوال دیکھ لیجئے گا اس کے مطابق پھر حکم فرمائیے، میں جواب دوں۔ کہ سوال ان کا کیا ہے اور سپلیمنٹری کا اس سے کیا تعلق ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: واسطہ تو ہے، کسانوں کو آپ قرضے دیتے ہیں یا نہیں دیتے، اگر دیتے ہیں تو ان کے ساتھ جو مزدور کام کرتے ہیں ان کی کیا مراعات ہوتی ہیں۔ کیا ان کے لئے آپ نے کوئی شق نہیں رکھی،

جناب چیئرمین: اس سوال سے یہ سپلیمنٹری نہیں اٹھتا،

جناب اقبال احمد خان: نہیں اٹھتا، یہی میں نے عرض کیا ہے اس کے متعلق جو سپلیمنٹری ہے۔ مجھے حکم فرمائیں تو اس کے متعلق میں کچھ گزارش کر سکوں،

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال، مولانا کوثر نیازی صاحب، سوال نمبر ۱۳۵۔

Monthly Average Amount Spent by Government on a Government Employees in BPS-11 and on a Convicted Prisoner

135. ***Maulana Kausar Niazi:** Will the Minister for Finace and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the monthly average amount spent by Government on a government employee in BPS-11 ; and

(b) the monthly average amount spent by Government on a convicted prisoner?

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo (Answered by Mr. Iqbal Ahmad Khan): (a) The monthly average amount spent by Government on a Government employee in BPS—11 posted at and residing in Islamabad is about Rs. 2600 p.m. in addition to free medical cover and pensiorary benefits.

(b) The information is being collected from Provincial Governments who are administratively concerned with prisons.

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر، ہمارے ایک محترم وزیر صاحب قومی زبان کا خیال رکھا کرتے تھے۔ آج انہوں نے بھی اپنا اسلوب تبدیل کر لیا ہے۔ تو میں گزارش کروں گا کہ کم از کم ایک کو تو ایسا ہونا ہی چاہئے کہ اپنی قومی زبان کا بھی خیال رکھے۔

جناب چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں زبانیں چل رہی ہیں۔

جناب اقبال احمد خان: تعمیل ارشاد کروں گا جی۔

جناب چیئرمین: جی، ان سے میں بھی درخواست کروں گا کہ جہاں تک ہو سکے اردو ہی میں اظہار خیال کریں۔ جناب مولانا کوثر نیازی صاحب۔

مولانا کوثر نیازی جناب والا! اب میں کوئی سپلیمنٹری سوال اس لئے نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے جو دوسرا جزو پوچھا تھا اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ انہوں نے ایک جزو کا تو جواب دے دیا ہے کہ ۱۱ سکیل کے سرکاری ملازم پر اتنا خرچ ہوتا ہے دوسرا میں نے پوچھا تھا کہ قیدیوں پر ماہانہ اوسط کیا خرچ ہوتا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ میں بتانا چاہتا تھا کہ ماہانہ قیدی پر جتنا خرچ ہوتا ہے اتنا ہی ۱۱ سکیل کا آدمی لیتا ہے۔ اب انہوں نے کہا ہے کہ صوبائی حکومتوں سے معلومات اکھٹی کر رہے ہیں۔ راولپنڈی جیل سے اگر وزارت معلوم کر لیتی کہ ایک قیدی پر کتنا خرچ ہوتا ہے تو ہمیں یہ انتظار نہ کرنا پڑتا۔ صوبائی حکومتوں کا اس میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

جناب اقبال احمد خان جناب والا! اگر ہم راولپنڈی جیل کا دیتے تو پھر سوال کرتے کہ میانوالی جیل میں کیا خرچ ہے تو پھر انفارمیشن نہ ہوتی اس لئے کوشش کی گئی ہے کہ سب جگہ کی انفارمیشن اکٹھی کر کے تمام صوبوں کی یہاں پیش کر دیں۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔

مولانا کوثر نیازی: تو کیا یہ حقیقت ہے کہ ۱۱ سکیل کے ملازم پر جو ماہانہ اوسط خرچ ہوتا ہے وہ ایک مجرم قیدی پر ہونے والے ماہانہ اوسط خرچ کے برابر ہے۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا انفارمیشن ہی ہم نے ابھی حاصل نہیں کی تو اس سلسلے میں کیا گزارش کر سکتا ہوں کہ کتنا خرچ کہاں ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے، اگلا سوال، نمبر ۳۶ ا۔

CONCESSION OF MOVE-OVER ALLOWED TO CIVIL SERVANTS UPTO BPS 20

136. ***Mr. Masood Arshad Gajial** (Put by Syed Zulfiqar Ali Shah): Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) whether it is a fact that in terms of the Finance Division Office Memorandum No. F. 1 (82) R-3/85, dated the Ist January, 1986, the concession of move-over upto BPS-20 has been allowed to all the civil servants without the condition of having to stay at least for three years at the maximum of a scale; and

(b) if so, the reason why this concession has not been allowed to the employees of the nationalised commercial banks/financial institution?

Mian Mohammad Yasin Khan Wattoo (Answered by Mr. Iqbal Ahmed Khan): (a) Yes.

(b) The question of allowing move-over to the employees of the nationalised commercial banks is under examination in consultation with the Pakistan Banking Council. The case of financial institutions will also be considered at the same time.

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

جناب سید ذوالفقار علی شاہ: کیا سٹیٹ بنک کے ملازمین پر اس صورت حال کا اطلاق ہوتا ہے اور اگر اس پر اطلاق ہوتا ہے تو کیا کمرشل بنکوں کے ملازمین کو بھی یہ سکیل دیا جائے گا یا نہیں۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ مسئلہ بنکنگ کونسل کے زیر غور ہے۔

Mr. Iqbal Ahmad Khan: The Chairman, Banking Council, has been requested to examine the disparity in the policy of the State, Bank and nationalized commercial banks regarding move-over of officers and to send his views to us. As soon as view are received we will submit to the House.

جناب چیئرمین: یہ جواب تو یہاں آچکا ہے کہ۔

"The question of allowing move-over to the cmployees of the nationalized commercial banks is under examination in consultation with Pakistan Banking Council."

آپ کا سوال شاید کوئی اور تھا؟

سید ذوالفقار علی شاہ میرا سوال یہ تھا کہ اگر سٹیٹ بنک کے ملازمین کو یہ سکیل دے دیئے گئے ہیں تو کمرشل بنک کے ملازمین کو یہ سکیل کیوں نہیں دیئے جاتے۔

جناب چیئرمین: کیا یہی فرماتے ہیں کہ یہ ایگزامن ہو رہا ہے۔ جواب میں بھی یہی دیا ہوا ہے اور ابھی یہ کہا ہے۔

سید ذوالفقار علی شاہ: جناب والا یہ فرق کیوں ہے۔

جناب اقبال احمد خان: جب مسئلہ ہی ایگزامن ہو رہا ہے تو اس کے فرق کا پتہ چل جائے گا۔ جب فائنل ایگز مینشن ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، اگلا سوال ۱۳۷۔

CIRCULATION OF WORN-OUT CURRENCY NOTES IN THE MARKET

137. ***Mr. Shad Muhammad Khan:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) whether it is a fact that worn-out currency notes are still in circulation in the market;

(b) whether the Government intends to issue directives to the banks not to circulate such notes;

(c) whether it is further a fact that banks give hundred rupees notes to the people who deal in business of currency notes and garlands; and

(d) whether the Government is ready to restrict the use of new notes in garlands?

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo (Answered by Mr.Iqbal Ahmad Khan): (a) Yes. The notes in circulation consist to fresh, re-issuable and worn out notes. The worn out notes, however, continue to be surrendered regularly to the State Bank through its own offices and branches of commercial banks in exchange of fresh and good re-issuable notes.

(b) The State Bank of Pakistan has already issued instructions to all banks not to issue such notes to the public and retain them for tendering to the State Bank.

(c) Fresh notes of all denominations are being issued by State Banks offices and branches of commercial banks to the members of

general public without any restriction within the limits of the quantities of notes produced and supplied by the Pakistan Security Printing Corporation. Members of public include garland makers and money changers which is not possible to identify.

(d) The question of preventing the use of currency notes in garlands through legistative action has been considered but it has not been found feasible for the reason that besides being difficult to enforce is likely to lead to misuse of authority. It is felt that the practice which signifies social behaviour of the people can only be eroded through change in social attitudes.

جناب شاد محمد خان: جناب والا! یہ وضاحت سے کہا گیا ہے کہ یہ پرانے نوٹ سٹیٹ بنک کو دیئے جاتے ہیں۔ لیکن پرسوں کے اخبار میں آیا ہے کہ وہی نوٹ جو سٹیٹ بنک کو دیئے گئے وہ دوبارہ آکر بازار میں بکتے ہیں۔ اس کا کیا تدارک کیا گیا ہے۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! جو نوٹ قابل استعمال ہوں، سٹیٹ بنک کے لئے کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہر دفعہ نئے نوٹ ہی جاری کرے۔ جو قابل استعمال نوٹ ہوتے ہیں وہ بھی سرکلیٹ کرتے رہتے ہیں۔

جناب شاد محمد خان: جناب والا! یہ بات نہیں ہے آپ میرے پوائنٹ کو سمجھے نہیں۔ پرسوں جو چھاپہ پڑا ہے اس میں وہی پرانے نوٹ جو surrender کیے گئے ہیں دوبارہ مارکیٹ میں آئے ہیں اور سو روپے کے نوٹ پچاس روپے میں بکتے رہے ہیں۔ اس کا کیا تدارک کیا گیا ہے۔

جناب اقبال احمد خان: میں یہ شکایت پہنچادوں گا اور اس کے متعلق دیکھ لیں گے کہ کیا صورت حال ہے۔

جناب شاد محمد خان: جناب والا! اس کے علاوہ اگر بنک کی باقاعدہ مہر لگی ہوئی ہو اور مختلف نمبر کے دو نوٹ اکٹھے کیے ہوئے مل جائیں تو اس کے متعلق آپ پھر کیا کریں گے۔ ان لوگوں کے خلاف کیا ایکشن لیں گے۔ اگر میں یہ ثبوت آپ کو پیش بھی کر دوں۔

جناب اقبال احمد خان: میں سمجھا نہیں جناب،

جناب شاد محمد خان: ایک ہی denomination کے ایک ہی نمبر کے مختلف نوٹ سرکلیٹ ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: فرمارہے ہے کہ اگر کسی خاص Denomination کے دونوٹ ہیں اور نوٹ بھی ایک ہی نمبر کے ہیں تو اس کا کیا تدراک ہے۔

اقبال احمد خان: اس کی تحقیقات کی جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جعلی نوٹ ہوں گے اگر ایک ہی نمبر کے دونوٹ ہیں

Mr. Chairman: What the Honourable member is referring to is a news-item which appeared in one of the papers yesterday or a day before yesterday in which there was a photo-print of a note *i.e.* currency note which had the same number which was attributed or given to some other note also.

اقبال احمد خان: جناب میں نے پہلے یہ گزارش کی تھی کہ اس Issue کی انکوائری کر لی جائے تاکہ دیکھا جائے کہ اس میں کیا ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۷۷۔

جناب مولانا کوثر نیازی: سوال نمبر ۷۷ جناب۔

Mr. Zain Noorani: Sir, before I give the reply, may I make a slight observation with your permission. Sir, the difficulty is that today I am wearing two different caps. One cap is of the Cabinet Division and the other is that of Ministry of Foreign Affairs. If I wear one I have to unwear the other and if I wear the other, I have to unwear the one and in either case I will be unfair to the honourable Senator. So, if you notice, you will see that three/fourth answer has been given and one/fourth has not been given. The reason for this I will check up. But the difficulty is that if I give the reply today under your instructions and supplementaries are asked when the further information is provided later on, then how would supplementaries be asked? So, I am completely in your hands and in the hands of the Senator. This much assurance I give you that the information of the Foreign Affairs will be certainly be available in four or five days. If the honourable Senator agrees and if this is put on the next day, then I would be able to answer the supplementaries on the entire question.

Mr. Chairman: This is upto the honourable Senator.

جناب مولانا کوثر نیازی: جناب والا! میں وزیر صاحب کی اس پیش کش کا بہت خیر مقدم کرتا ہوں ویسے ہمارے ہاں اوپر سے نیچے تک دو دو ٹوپیاں پہننے کا رواج تو ہے لیکن بہر حال یہ سوال کسی اور دن take up کر لیا جائے گا۔

Mr. Chairman: So, deferred to the next day.

Mr. Zain Noorani: I thank the honourable Senator.

Mr. Chairman: Next question. Mir Dad Khel Sahib.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: سوال نمبر ۹۳۔

STATUS OF NATIONAL SAVINGS ORGANIZATION

93. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the National Savings Organization has not been given the status of a financial institution so far; and

(b) whether there is any proposal under the consideration of Government to do so; and if so, when?

Mian Mohammad Yasin Khan Wattoo (Answered by Mr. Iqbal Ahmad Khan): (a) Yes, it is a fact. The National Savings Organization is an attached department of Finance Division.

(b) There is no such proposal under consideration of the Government.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: سر ابھی جو وعدہ کیا تھا اس کو یاد دلاتا ہوں پھر یہ کہ "ب" میں کہا گیا ہے کہ حکومت کے زیر غور اس قسم کی کوئی تجویز نہیں ہے کیا ان کی وجوہات معلوم ہو سکیں گی۔ ساتھ ہی وہ وعدہ کی ایفاء کریں۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر انصاف صاحب۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ جو سیونگ سکیم ہے یہ بینک کی طرز پر نہیں چلائی جا سکتی ایک تو اس کے تمام کے تمام جو سیکورٹی ڈیپازٹ ہوتے ہیں وہ گورنمنٹ کی ڈویلپمنٹ پلان میں لگتے ہیں۔ اور دوسرا یہ ہے کہ محکمہ ڈاک خانہ کے پاس ابھی بنک کی طرز کا کوئی ٹرینڈ سٹاف بھی نہیں ہے اور اس سے کئی اور complications پیدا ہو سکتی ہیں اس لئے یہی ضروری محسوس کیا گیا کہ ان رقومات کو گورنمنٹ کی ڈویلپمنٹ پلان میں ہی استعمال کیا جائے اور اس کے مطابق جو بھی منافع دیا جا سکے وہ بغیر سود دیا جائے۔ ملک کے اندر بینک پہلے بھی

موجود ہیں اور کافی اچھے طریقے سے کام کر رہے ہیں اس طرح ڈاک خانے کو بینک بنانا موزوں قرار نہیں دیا جا سکتا۔

Mr. Chairman: Next question Mr. Mirdad Khel.

اقبال احمد خان: جناب والا! ایک دن میں تین سے زیادہ سوال نہیں پوچھے جا سکتے کیا اس کا اطلاق ان پر نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: یہ ڈیفرڈ سوالات تھے جو آگے لے آئے ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: سوال نمبر ۹۴ جناب۔

ANNUAL INFLATION RATE FROM JULY 1983 TO NOVEMBER, 1985

94. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the annual inflation rate from July 1983 to Novermber, 1985; and

(b) the procedure adopted for determination of the inflation rate?

Mian Mohammad Yasin Khan Wattoo (Answered by Mr. Iqbal Ahmad Khan): (a) Annual rate of inflation in terms of Consumer Price Index has been as under:

July 1983 to June 1984	8.36%
July 1984 to June 1985	7.46%
July 1985 to November 1985	3.31%

(b) Inflation rate is determined in terms of increase in Consumer Price Index. This index covers retail prices of 357 consumer items in 12 important urban centres in the country.

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟ نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب میرداد خیل صاحب۔

PROGRAMME FOR NUCLEAR POWER GENERATION

107. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister Incharge of the Atomic Energy Commission be pleased to state the programme for nuclear power generation for the period 1983 to 1988. the projects and the places on which these are based together with the generation capacities, and the expenditure expected to be incurred on each?

Sahabzada Yaqub Khan: (Answered by Mr. Zain Noorani): The only unclear power station presently in operation in Pakistan is the Karachi Nuclear Power Plant (KANUPP), whose power generation and cost figures for the three past yaers are as under:

Year	Generation in million units	Expenditure in million Rupees
1982-83	161.8	106.75
1983-84	231.7	119.21
1984-85	267.4	130.76

2. During the next three years, KANUPP is expected to enhance its power generation and a yearly increase of 10% in expenditure is projected for the period. Detailed figures are as follows:

Year	Generation in million	Expenditure in million Rupees
1985-86	460	143
1986-87	550	157
1987-88	550	172

3. The only other project of Pakistan Atomic Energy Commission for generation of electricity is the Chashma Nuclear Power Project (CHASNUPP). This is planned to generate 937 MW of electricity and will be located on the left bank of the River Indus below

[Sahabzada Yaqub Khan]
the Chashma Barrage in District Mianwali. The CHASNUPP project has been delayed due to international political reasons. Construction of the plant will take about six years after its procurement. The cost of the project initially approved by ECNEC, about 5 years ago, was Rs. 16818.00 million with a foreign exchange component of about 80%. This estimate will have to be revised upward substantially due to escalation.

جناب عبدالرحیم میر داد خیل: کیا وزیر محترم بتائیں گے کہ ۸۶-۱۹۸۵ اور ۸۸-۱۹۸۷ میں پیداوار ملین یونٹ میں جو لکھا ہے کہ ۵۵۰ اور ۵۵۰ اور پھر اخراجات ملین روپوں میں لکھا ہے ۱۵۷ اور ۱۷۲۔ پیداوار میں یکساں ہیں اور اخراجات میں اضافہ ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

Mr. Zain Noorani: Sir, these are estimates. The estimates have been increased for various reasons. There would be certain improvements which the authorities intend to undertake during 1987-88. Expansion scheme would not be productive within a month. It takes time to be productive. At the same time, some revamping is necessary. Certain parts are to be replaced and as you know the price-index of every material goes up year by year and therefore this slight increase in the cost is only marginal.

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۱۰۹ جناب مولانا کوثر نیازی صاحب۔

DECLARATION OF NWFP AND BALUCHISTAN AS DUTY FREE AREAS

109. ***Maulana Kausar Niazi:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the N.W.F.P. and Baluchistan have been declared as duty free areas for industrial purpose; and

(b) whether the Government proposes to declare the province of the Punjab also as duty free area?

Mian Mohammad Yasin Khan Wattoo (Answered by Mr. Iqbal Ahmad Khan): (a) At present the whole of the Province of Baluchistan and the following areas of N.W.F.P. are duty free for plant

and machinery, as is not manufactured locally, imported for the approved industrial projects:—

Malankand and Dera Ismail Khan Division, Districts of Mansehra and Kohistan and approved industrial estates located in the Province of North West Frontier;

Tribal areas.

Northern Areas administered by Resident Commissioner.

(b) No.

مولانا کوثر نیازی: جناب کیا وجہ ہے کہ اقبال خان کے صوبہ پنجاب کو صنعتی مقاصد کے لئے ڈیوٹی فری علاقہ قرار نہیں دیا گیا۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! پنجاب میں بھی مندرجہ ذیل علاقہ جات کو ڈیوٹی فری علاقہ قرار دیا گیا ہے۔ ڈسٹرکٹ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور اور اس کے علاوہ تمام منظور شدہ انڈسٹریل اسٹیٹس جو ضلع میانوالی بھکر اور تحصیل خوشاب میں ہیں۔

مولانا کوثر نیازی تو "ب" کا جواب "جی نہیں" نہ ہوا؟

جناب چیئرمین: وہ تمام صوبے کے لئے کہا گیا ہے لیکن یہ علاقے ہیں۔

مولانا کوثر نیازی: کیا حکومت، پنجاب کے کچھ اور علاقوں کو ڈیوٹی فری قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب اقبال احمد خان: آپ کی تجویز میں متعلقہ محکموں کو پہنچادوں گا دیکھیں کہ اس سلسلے میں کیا کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۱۱۶۔ جناب مولانا کوثر نیازی صاحب۔

THE NUMBER OF CIVIL AND ARMY OFFICERS WHO OBTAINED N.O.C. TO GO ABROAD BY FOREIGN AIRLINES

116. ***Maulana Kausar Niazi:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the number of Civil and Army Officers who obtained N.O.C. from 1-1-1985 to-date to go abroad by foreign airlines; and

[Maulana Kausar Niazi]

(b) the amount of share paid to the P.I.A. and the foreign airlines on the purchase of their tickets?

Mian Mohammad Yasin Khan Wattoo (Answered by Mr. Iqbal Ahmad Khan): (a) The number of Civil and Army Officers who obtained NOCs from 1-1-1985 to 31-12-1985 to go abroad by foreign airlines is as under:—

(i)	Civil Officers	413
(ii)	Army Officers	58
	Total :	471

This includes travel on sectors where PIA does not operate.

(b) P.I.A. does not get any share on travel on foreign airlines. However, if tickets for such travel are purchased through PIA an agency commission of 9% is paid to PIA.

مولانا کوثر نیازی کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ ان ۷۱ ۴ افسروں نے صرف انہی سیکٹروں کے لئے غیر ملکی پرواز کی جس میں پی آئی اے نہیں جاتی یا یہ پورے کا پورا ٹکٹ جو ہے یہ غیر ملکی ائرلائنز کا تھا۔

جناب اقبال احمد خان: یہ انفارمیشن میرے پاس مہیا نہیں ہے۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! وزیر صاحب کی معلومات کے لئے آپ کے توسط سے اور آپ کے سابق تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جس سیکٹر میں غیر ملکی ایئرلائنز جاتی ہو وہاں پی آئی اے کا ٹکٹ خرید کر بھی سفر کیا جا سکتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جناب اقبال احمد خان: پہلے میں نے عرض کیا ہے کہ پی آئی اے سے بھی ٹکٹ خریدا جائے تو اس پر نو فیصد ایجنسی کمیشن ملتا ہے۔ مجھے اس کا ٹیکنیکل علم نہیں ہے۔ مولانا کو بہتر پتہ ہو گا۔ یہ کافی وائڈ ٹریولڈ ہیں۔ اگر آپ نے کہیں جانا ہو جہاں کچھ سیکٹر پی آئی اے کا ہے اور کچھ سیکٹر پی آئی اے سے beyond ہے تو اس کے لئے پی آئی اے ٹکٹ جاری کرتا ہے۔ جہاں exclusively کوئی فارن ائرلائن ہے جہاں تک مجھے علم ہے اس میں اسی ائرلائن کا ٹکٹ ہو گا

البتہ اگر وہ پی آئی اے کے ذریعے خرید اجائے تو اس کا کمیشن پی آئی اے کو ملے گا جیسا کہ ایجنسی کمیشن ایک دوسرے کو ملتا ہے۔

مولانا کوثر نیازی ایسے سیکٹر کون سے ہو سکتے ہیں جن میں پی آئی اے کی پروازیں جا ہی نہیں سکتیں۔ این او سی جب حاصل کیا جاتا ہے تو اسی صورت میں کیا جاتا ہے جب پی آئی اے کی بجائے کسی اور ائرلائن کا کمپنی ٹکٹ خریدنا مقصود ہو۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کے افسران میں غیر ملکی ائر لائنز سے سفر کرنے کا رجحان غیر ضروری طور پر بہت زیادہ بڑھ رہا ہے؟

جناب چیئرمین: جناب وزیر انصاف صاحب۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! یہ ایک ایک کیس پر فیصلہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات کہیں ارجنسی ہو اور پی آئی اے کے ٹائمنگ سے ان کا پروگرام کانفلکٹ کرتا ہو تو اس صورت میں اور خاص حالات میں یہ این او سی جاری کیے جاتے اور عام طور پر نیشنل کیریئر سے ہی سفر کیا جاتا ہے۔ کہیں مجبوری ہوتی ہے تو پھر اس صورت میں اور خصوصی حالات میں ایک ایک کیس پر اجازت دی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: سوال یہ تھا کہ رجحان بڑھتا ہے یا گھٹتا ہے تو حکومت اس کے متعلق کیا کرتی ہے۔

جناب اقبال احمد خان جناب والا اس کا تو پتہ اُس وقت چلے جب کوئی سٹیٹمنٹ ہو اور اس سے تقابل کیا جائے۔ اس کی انفارمیشن تو میرے پاس نہیں ہے کہ آیا یہ پچھلے سالوں سے بڑھا ہے یا کم ہوا ہے۔ اس کا فیصلہ تو تقابل کر کے ہی کیا جا سکتا ہے۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! کیا وزیر صاحب کو معلوم ہے کہ افسران کے غیر ملکی ائر لائنز سے سفر کرنے کے لئے وزارت خزانہ نے بہت واضح ہدایات جاری کر رکھی ہیں جس کی افسران پابندی نہیں کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین جناب وزیر انصاف صاحب۔

جناب اقبال احمد خان میں نے تو پہلے ہی گزارش کی ہے کہ جہاں کہیں ایمرجنسی ہو تو اس صورت میں ہی این او سی دیا جاتا ہے۔ ورنہ عام طور پر نیشنل کیریئر سے ہی سفر کرنے کے احکامات ہیں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب اس کی انکوائری کرنے کی ضرورت ہے۔ میں واضح طور پر وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ غیر ملکی ایر لائنز میں ہمارے افسر غیر ضروری طور پر سفر کر کے زر مبادلہ غیر ملکی ائر لائنز کو مہیا کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں اور ایسے بھی کیسز ہیں کہ بعض اوقات بیک ڈیٹ سے غیر ملکی ائر لائنز سے سفر کرنے کا وہ این او سی حاصل کر لیتے ہیں۔ کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی انکوائری ہولڈ کر سکتی ہے؟

جناب اقبال احمد خان: اگر محترم سینٹر کوئی سپیفک کیس ریفر کریں گے تو یقیناً انکوائری کی جائے گی۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال جناب جاوید جبار صاحب نمبر ۱۱۷

جناب جاوید جبار: سوال نمبر ۱۱۷۔

TOTAL NUMBER OF INDIVIDUALS WHO HAVE HELD OFFICES AS FEDERAL MINISTERS AND MINISTERS OF STATES SINCE 1977 TO-DATE

117. ***Mr. Javed Jabbar:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(i) the total number of individuals who have held offices as Federal Ministers and Ministers of States in the country since 1977 to-date;

(ii) the break-up in terms of male Ministers and female Ministers; and

(iii) the average tenure thereof in each case?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Zain Noorani): (i) The total number of individuals who held the office of Federal Ministers and Ministers of State from 1977 including those who held office prior to imposition of Martial Law was 138 (103 Federal Ministers and 35 Ministers of State).

(ii)

Male Federal Ministers	103
Male Ministers of State	31
Female Federal Minister	*Nil*
Female Ministers of State	4
Total	138

(iii) A list showing the names of the Federal Minister of State and their tenure of office is enclosed as Annex-I and Annex-II.

LIST OF FEDERAL MINISTERS/MINISTERS OF STATE APPOINTED FROM 1ST JANUARY, 1977 TO 5TH JULY, 1977.

S.No.	Name	Tenure.	Portfolio.	Tenure of Portfolio
1	2	3	4	5
1.	Mr. Abdul Qaiyum Khan.	22-10-74 to 13- 1-77	M/o Interior, States and Frontier Regions.	22-10-74 to 13- 1-77.
2.	Shaikh Mohammad Rashid.	22-10-74 to 28- 3-77 30- 3-77 to 5- 7-77	M/o Food, Agriculture & Cooperative Works, under Developed Areas and Land Reforms.	22-10-74 to 5- 2-76.
			Food, Agriculture, Cooperatives under Developed Areas and Land Reforms.	5- 9-76 to 28- 3-77.
			M/o Agriculture, Cooperatives and Land Reforms.	30-3-77 to 5- 7-77.
3.	Mr. Abdul Hafiz Pirzada.	22-10-74 to 28- 3-77 30- 3-77 to 5- 7-77	M/o Education, Science & Techonology and Provincial Coordination.	22-10-74 to 5- 2-76.
			M/o Education & Provincial Coordination.	5- 2-76 to 28- 3-77.
			M/o Finance, Planning & Provincial Coordination.	30- 3-77 to 5- 7-77.
4.	Rana Mohammad Hanif Khan.	22-10-74 to 28- 3-77 30- 3-77 to 5- 7-77	M/o Finance, Planning & Eco. Aff.	22-10-74 to 28- 3-77.
			M/o Commerce & Local Govt.	30- 3-77 to 5- 7-77.
5.	Malik Mairaj Khalid	22-10-74 to 27-3-77	M/o Law & Parliamentary Affs.	22-10-74 to 5- 2-76.
			M/o Labour, Health, social Welfare and Population Planning.	21-12-74 to 10- 1-75.
			M/o Social Welfare, Local Govt. and Rural Development.	5- 2-76 to 27- 3-77.

1	2	3	4	5
6.	Mr. Mumtaz Ali Khan Bhutte	22-10-74 to 28- 3-77 30- 3-77 to 5- 7-77	Ministry of Communications –do–	22-10-74 to 28- 3-77. 30- 3-77 to 5- 7-77.
7.	Mr. Rafi Raza.	22-10-74 to 28- 3-77	M/o Production, Industries & Town Planning.	22-10-74 to 28- 3-77.
8.	Maulana Kausar Niazi.	22-10-74 to 28- 3-77 30- 3-77 to 5- 7-77	M/o Religious Affairs Minority Affairs and Overseas Pakistanis. –do–	22-10-74 to 28- 3-77. 30- 3-77 to 5- 7-77.
9.	Mr. Muhammad Yousaf Khattak	22-10-74 to 13- 1-77	M/o Fuel, Power and N.R	22-10-74 to 13-1-77.
10.	Mir Afzal Khan.	22-10-74 to 28- 3-77 30- 3-77 to 5- 7-77.	M/o Commerce. M/o Commerce & Tourism. M/o Water & Power.	22-10-74 to 5- 2-76. 5- 2-76 to 28- 3-77 30- 3-77 to 5- 7-77.
11.	Mr. Yahya Bakhtiar.	22-10-74 to 28- 3-77 30- 3-77 to 5- 7-77	Attorney General for Pakistan –do–	22-10-74 to 28- 3-77. 30- 3-77 to 5- 7-77.
12.	Mr. Hafizullah Cheema.	10- 1-75 to 20- 3-77	M/o Labour, Health, Social Welfare and Population Planning. M/o Railways.	10- 1-75 to 5- 2-76. 5- 2-76 to 28- 3-76
13.	Syed Qaim Ali Shah Jillani	5- 2-76 to 28- 3-77	M/o Industries, Kashmir Affairs & Northern Affairs. Agrarian Management, Kashmir Affairs and Northern Affairs.	5- 2-76 to 17- 7-76 17- 7-76 to 28- 3-77.
14.	Malik Mohammad Akhtar.	5- 2-76 to 28- 3-77	M/o Law and Parliamentary Affairs. Fuel Power & Natural Resources.	5- 2-76 to 28- 3-77. 20- 1-77 to 28- 3-77.

1	2	3	4	5
15.	Mr. Mohammad Haneef Khan	5- 2-76 to 28- 3-77 30- 3-77 to 5- 7-77	M/o Information & Broadcasting. M/o State & Frontier Regions & Kashmir Affairs.	5- 2-76 to 28- 3-77. 30- 3-77 to 5- 7-77.
16.	Mr. Nasir Ali Rizve.	5- 2-76 to 28- 3-77	M/o Housing & Works & Urban Development.	5- 2-76 to 28- 3-77.
17.	Mir Taj Mohammad Khan Jamali	5- 2-76 to 28- 3-77 30- 3-77 to 5- 7-77	M/o Labour, Manpower, Health & Population Planning. M/o Health & Population Planning	5- 2-76 to 28- 3-77 30- 3-77 to 5- 7-77.
18.	Mian Mohammad Attaullah	17- 7-76 to 28- 3-77	M/o Industries	17- 7-76 to 28- 3-77.
19.	Mr. Aziz Ahmed.	30- 3-77 to 5- 7-77	M/o Foreign Affairs.	30- 3-77 to 5- 7-77.
20.	Syed Hamid Raza Gilani.	30- 3-77 to 5- 7-77	M/o Industries.	30- 3-77 to 7- 3-77
21.	Mr. Mohammad Yasin Watto	30- 3-77 to 5- 7-77	M/o Education.	–do–
22.	Mr. S.M. Masood	30-3-77 to 5- 7-77	M/o Law & Parliamentary Affairs.	–do–
23.	Mr. Abdul Sattar Gabol	30- 3-77 to 5- 7-77	M/o Labour and Manpower.	–do–
24.	Mr. Tahir Mohammad Khan	30- 3-77 to 5- 7-77	M/o Information & Broadcasting.	–do–
25.	Arbab Mohammad Jehangir Khan	–do–	M/o Housing & Works.	–do–
27.	Malik Nur Hayat Khan Noon	–do–	M/o Culture, Archaeology, Sports and Toursim.	–do–
28.	Makdoom Hameed-ud-Din.	–do–	M/o Petroleum & N.R.	–do–
29	Dr. Ghulam Hussain	–do–	M/o Railways.	–do–

1	2	3	4	5
30.	Mr. Anwar Aziz Chaudhry.	–do–	M/o Food & Agrarian Management	–do–
31.	Sardar Farooq Ahmed Khan Leghari	–do–	M/o Production	–do–
32.	Mr. Niaz Muhammad Wassan.	–do–	M/o Science & Technology.	–do–
MINISTERS OF STATE.				
33.	Mr. Aziz Ahmad	22-10-74 to 28- 3-77	Defence & Foreign Affairs.	22-10-74 to 28- 2-77
34.	Maj. Gen. (Retd) Jamal Dar.	22-10-74 to 28- 3-77	Establishment Division & Kashmir Affairs.	22-10-74 to 5- 2-76
			Establishment.	5- 2-76 to 28- 3-77
35.	Mr. Abdul Sattar Gabol	22-10-74 to 28- 3-77	Labour & Manpower	22-10-76 to 28- 3-77
36.	Ch. Jahangir Ali.	22-10-74 to 24- 1-77	Works, Health & Population Planning	22-10-74 to 5- 2-76
			Health and Papulation Planning.	5- 2-76 to 24- 1-77
37.	Malik Mohammad Jafer.	22-10-74 to 24- 1-77	Minorities Affairs and Tourism	22-10-74 to 5- 2-76
			Science and Technology, Cultural Affairs and Provincial Coordination.	5- 2-76 to 24- 1-77
38.	Sardar Abdul Aleem.	23-10-74 to 28- 3-77	States & Frontier Regions.	23-10-74 to 1- 6-76
			Kashmir Affairs & Northern Affairs.	1- 6-76 to 28- 3-77
39.	Shahzada Saeed-ur-Rashid Abbasi.	10- 1-75 to 28- 3-77	Science & Technology	5-2-75 to 5- 2-76
			Scientific & Technological Research Division.	26- 2-76 to 28- 3-77

1	2	3	4	5
40.	Makhdoomzada Mohammad Amin	5- 2-76 to 28- 3-77	Cabinet.	5- 2-76 to 28- 3-77
41.	Ch. Mumtaz Ahmad.	5- 2-76 to 24- 1-77	Food Agrarian Management.	5- 2-76 to 17- 7-76 17- 7-76 to 24- 1-77
42.	General (Retd) Tikka Khan	27- 4-77 to 5- 7-77	Defence and National Security with the rank of Cabinet Minister.	24- 4-77 to 5- 7-77

* These Ministers/Ministers of State were also included in the Cabinets formed after July, 1977.

Annex II

FEDERAL MINISTERS AND MINISTERS OF STATE FROM 5-7-77 To 28-1-1986.

S.No.	Name	Tenure.	Portfolio.	Tenure of Portfolio
	FEDERAL MINISTERS			
1.	Mr. Ghulam Ishaq Khan.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.	As Secretary General in-Chief.	14- 1-1973 to 5- 7-1978.
		5-7-1978 to 23- 8-1978.	Finance, Planning & Provincial Coordination.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		23- 8-1978 to 21- 4-1979.	Finance & Planning.	23- 8-1978 to 21- 4-1979.
		21- 4-1979 to 9- 3-1981.	Finance & Economic Affairs, Planning & Development. Commerce and Coordination.	21- 4-1979 to 9- 3-1981.
		9- 3-1981 to 21- 3-1985.	Finane & Economic Affairs, Commerce.	9- 3-1981 to 21- 3-1985.
			Planning & Development.	9- 3-1981 to 13- 5-1983.
			Water & Power.	28- 2-1985 to 21- 3-1985.
2.	Mr. A.K. Brohi.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.	Law & Parliametary Affairs. Religious Affairs & Minorities Affairs.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.
		5- 7-1978 to 23- 8-1978.	–do–	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		23- 8-1978 to 22- 4-1979.	Law & Parliamentary Affairs.	23- 8-1978 to 22- 4-1979.
3.	Lt.Gen. F.A. Chishti.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.	Establishment. Kashmir Aff. & Northern Areas. Federal Inspection Commission.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.
		5- 7-1978 to 23- 8-1978.	Establishment, Federal Inspection Commission, Kashmir Affairs & Northern Areas.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		21- 4-1979 to 31- 3-1980.	Kashmir Affs; Petroleum & Natural Resources.	21- 4-1979 to 31- 3-1980.

1	2	3	4	5
4.	Mr. Mustafa K. Gokal.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.	Shipping & Ports and Export Promotion.	14- 1-1978 to 5- 4-1978.
		5- 7-1978 to 23- 8-1978.	–do–	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		23- 8-1978 to 23- 1-1979.	–do–	23- 8-1978 to 23- 1-1979.
5.	Lt. Gen (Retd) Habibullah Khan.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.	Industries & Production.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.
		5- 7-1978 to 23- 8-1978.	–do–	5- 7-1978 to 23- 8-1978
6.	Lt. Gen. Ghulam Hassan Khan.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.	Labour, Manpower, Local Govt. &	14- 1- 78 to 5- 7-1978
		5- 7-1978 to 23- 8-1978.	Rural Development, States & F.R.	„
		21- 4- 79 to 9- 3-1981.	Petroleum & Natural Resources.	5- 7- 78 to 23- 8-1978.
			Production & Industries.	21- 4- 79 to 9- 3-1981.
7.	Air Marshal Inamul Haq Khan.	14- 1-1978 to 5- 7-1978	Interior.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.
		21- 4-1979 to 9- 3-1981.	Housing & Works. Water & Power.	21- 4-1979 to 9- 3-1981.
		9- 3-1981 to 17- 2-1983.	Housing & Works.	9- 3-1981 to 17- 2-1983.
8.	Mr. A.G.N. Kazi.	14- 1-1978 to 5- 7-1978	Finance, Economic Affairs.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.
			Statistics & Agrarian Management.	„
			Water & Power.	14- 1-1978 to 21- 1-1978.
9.	Mr. Gul Mohammad Khan Jogezai.	22- 1-1978 to 5- 7-1978.	Water & Power.	22- 1-1978 to 5- 7-1978.
		5- 7-1978 to 23- 8-1978.	Water & Power.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
10.	Mr. N. A. Qureishy.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.	Railways.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.
11.	Mr. Mahmud Ali.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.	Environment & Urban Affairs.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.
			Housing & Works.	„
12.	Sardar Maula Bakh Bakhsh Soomro.	14- 1-1978 to 4- 7-1978.	Political Affairs and Commerce.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.

1	2	3	4	5
13.	Mr. Mohammad Ali Khan of Hoti.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.	Educatioin.	14- 1- 1978 to 5- 7-1978.
		23- 8-1978 to 2- 5-1979.	Education., Culture & Tourism.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		2- 5-1979 to 9- 3-1981.	Education.	23- 8-1978 to 21- 4-1979.
		9- 3-1981 to 5- 3-1983.	Culture & Tourism.	23- 8-1978 to 2- 5-1979.
		5- 7-1978 to 23- 8—1978.	Education.	21- 4-1979 to 9- 3-1981.
			Culture Sports & Tourism.	4- 7-1979 to 3- 7-1980.
			Education.	9- 3-1981 to 5- 3-1983.
14.	Dr. Amir Mohammad.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.	Food, Agriculture & Cooperative. Livestock.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.
15.	S. Sharifuddin Pirzada.	14- 1-1978 to 5- 7-1978	Attorney General for Pakistan.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.
		5- 7-1978 to 23- 8-1978.	–do–	5- 7-1978 to 23- 7-1978.
		23- 8-1978 to 31- 5-1979.	–do-	23- 8-1978 to 31- 5-1979.
		31- 5-1979 to 9- 3-1981.	Law & Parliamentary Affairs/Attorney General for Pakistan.	31- 5-1979 to 9- 3-1981.
		9- 3-1981 to	Justice & Parliamentary Affairs/Attorney General for Pakistan.	9- 3-1981 to
16.	Mr. Agha Shai.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.	Foreign Affairs.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.
		29- 5-1980 to 9- 3-1981.	–do–	29- 5-1980 to 9- 3-1981.
		9- 3-1981 to 9- 3-1982.	–do–	9- 3-1981 to 9- 3-1982.
17.	Rear Admiral R.M. Sheikh.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.	Petroleum & Natural Resources.	14- 1-1978 to 5- 7-1978.
18.	Mr. Mohyuddin baluch.	22- 1-1978 to 5- 7-1978.	Communications.	22- 1-1978 to 5- 7-1978.
		5- 7-1978 to 23- 8-1978.	–do–	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		23- 8-1978 to 21- 4-1979.	–do–	23- 8-1978 to 21- 4-1979.
		21- 4-1979 to 9- 3-1981.	–do–	21- 4-1979 to 9- 3-1981.
		9- 3-1981 to 26- 2-1985.	–do–	9- 3-1981 to 26- 2-1985.
		10- 4-1985 to 28- 1-1986.	–do–	10- 4-1985 to 23- 1-1986.
		28- 1- 86 todate	Commerce.	28- 1- 86 todate

S.No.	Name	Tenure.	Portfolio.	Tenure of Portfolio
19.	Sheikh Mohammad Rafiq Akhtar.	12- 2-1978 to 5- 7-1978	Health, Population Planning & S.W.	12- 2-1978 to 5- 7-1978.
20.	Mr. Fida Muhammad Khan.	5- 7-1978 to 23- 8-1978	Housing & works.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		23- 8-1978 to 21- 4-1979.	–do–.	23- 8-1978 to 21- 4-1979.
21.	Mr. Mahmud A. Haroon.	5- 7-1978 to 23- 8-1978	Interior.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		23- 8-1978 to 21- 4-1979.	–do–	23- 8-1978 to 21- 4-1979.
		21- 4-1979 to 9- 3-1981.	Interior, Religious Affairs & M. A. & Political Affairs.	21- 4-1979 to 9- 3-1981.
		9- 3-1981 to 18-11-1984.	Interior.	9- 3-1981 to 18-11-1984.
22.	Major/Lt. Gen. Jamal Said Mian.	5- 7-1978 to 23- 8-1979.	States & Frontier Regions.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		21- 4-1979 to 31- 3-1980	Railways, Local Govt. R.L.	21- 4-1979 to 31- 3-1980.
		5- 3-1983 to 24- 3-1985.	Kashmir Affairs & N. A.	5- 3-1983 to 24- 3-1985.
			Local Govt. & R.S. and Culture & Tourism.	26- 2-1985 to 24- 3-1985.
		21- 5-1985 to 28- 1-1986.	Culture & Tourism.	21- 5-1985 to 23- 1-1986.
23.	Mr. Mohammad Khan Junejo.	5- 7-1978 to 23- 8-1978	Railways.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		23- 8-1978 to 21- 4-1979.	–do–	23- 8- 1978 to 21- 4-1979.
24.	Khawaja Mohammad Safdar.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.	Food and Agriculture, Cooperatives & Livestock.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		23- 8-1978 to 21- 4-1979.	Food, Agriculture and Cooperatives.	23- 8-1978 to 21- 4-1979.
25.	Mian Zahid Sarfraz.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.	Commerce.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		23- 8-1978 to 21- 4-1979.	–do–	23- 8-1978 to 21- 4-1979.
26.	Chudhary Zahur Elahi.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.	Labour, Manpower, Local Govt. & R.D.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
			Labour & Manpower.	23- 8-1978 to 21- 4-1979.

S.No.	Name	Tenure.	Portfolio.	Tenure of Portfolio
27.	Mr. Ali Ahmed Talpur.	23- 8-1978 to 21- 4-1979. 21- 4-1979 to 9- 3-1981. 9- 3-1981 to 26- 2-1985.	Defence. -do- -do-	23- 8-1978 to 21- 4-1979. 21- 4-1979 to 9- 3-1981. 9- 3-1981 to 26- 2-1985.
28.	Ch. Rahmat Illahi.	23- 8-1978 to 21- 4-1979.	Water & Power, Patroleum & N.R.	23- 8-1978 to 21- 2-1979.
29.	Professor Ghaffor Ahmad.	23- 8-1978 to 21- 4-1979.	Production. Industries.	23- 8-1978 to 21- 4-1979. 28- 8-1978 to 21- 4-1979.
30.	Mr. Iftikhar Ahmad Khan Ansari.	23- 8-1978 to 21- 4-1979	Religious Affairs & Minorities Affairs.	23- 8-1978 to 21- 4-1979.
31.	Mr. Mahmood Azam Farooqui.	-do-	Information & Broadcasting.	-do-
32.	Mr. Subuh Sadiq Khan Khoso.	-do-	Health & Population.	-do-
33.	Mr. Muhammad Arshad Chaudhri.	-do-	Science & Technology.	-do-
34.	Mr. Mohammad Zaman Khan Achakzai.	-do-	Local Govt. & Rural Development.	-do-
35.	Professor Khurshid Ahmad.	30- 8-1978 to 21- 4-1979.	Statistics/Deputy Chairman, Planning Commission.	30- 8-1978 to 21- 4-1979.
36.	Mr. Jawid Hashmi.	21- 4-1979 to 20- 6-1979.	Culture & Tourism.	21- 4-1979 to 20- 6-1979.
37.	Haji Faqir Mohammad Khan.	23- 8-1978 to 21- 4-1979.	States & Frontier Regions, Northern Areas and Kashmir Affairs.	23- 8-1978 to 21- 4-1979.
38.	Vice Admiral Mohammad Fazail Janjua.	21- 4-1979 to 9- 3-1981. 9- 3-1981 to 24- 3-1985.	Food, Agriculture and Cooperatives. -do- Labour, Manpower & Overseas Pakistanis, Housing & Works.	21- 4-1979 to 9- 3-1981. 9- 3-1981 to 24- 3-1985. 28- 2-1985 to 24- 3-1985.

S.No.	Name	Tenure.	Portfolio.	Tenure of Portfolio.
39.	Major Gen. (Retd) S. Shahid Hamid.	21- 4-1979 to 9- 3-1981	Information & Broadcasting. Culture, Sports & Tourism.	21- 4-1979 to 3- 7-1980. 3- 7-1981 to 9- 3-1981.
40.	Mr. Niaz Mohammad Arbab.	9- 3-1981 to 26- 2-1985	Culture, Sports & Tourism.	9- 3-1981 to 26- 2-1985.
41.	Dr. Nasir Ud Din Jogezai.	9- 3-1981 to 10- 3-1984	Health & social Welfare. Health, Spl. Education & Social Welfare.	9- 3-1981 to 23-12-1982. 23-12-1982 to 10- 3-1984.
42.	Mr. Illahi Buksh Soomro.	9- 3-1981 to 26- 2-1985.	Industries. Housing & Works.	9- 3-1981 to 26- 2-1985. 23- 2-1983 to 26- 2-1985.
43.	Raja Mohammad Zafarul Haq.	9- 3-1981 to 26- 2-1985.	Information & Broadcasting.	9- 3-1981 to 26- 2-1985.
44.	Mr. Ghulam Dastgir Khan.	9- 3-1981 to 26- 2-1985.	Labour, Manpower and Overseas Pakistanis. Local Government and Rural Development.	9- 3-1981 to 26- 2-1985. 21-11-1983 to 11- 4-1984.
45.	Mr. Fahkar Imam.	9- 3-1981 to 8-12-1983.	Local Government and rural Development.	9- 3-1981 to 8-12-1983.
46.	Major General (Retd) Rao Farman Alik Khan.	9- 3-1981 to 10- 3-1984.	Petroleum & Natural Resources.	9- 3-1981 to 10- 3-1984.
47.	Lt. General Saeed Qadir.	9- 3-1981 to 24- 3-1985.	Production, N.L.C. Railways. Communications.	9- 3-1981 to 24- 2-1985. 16- 3-1981 to 5- 3-1983. 28- 2-1985 to 24- 3-1985.
48.	Allah Mohammad Abbas Khan Abbasi.	9- 3-1981 to 18- 3-1984.	Minister without Portfolio Religious Affairs & Minorities Affairs.	9- 3-1981 to 15- 3-1981. 15- 3-1981 to 18- 3-1984.

S.No.	Name	Tenure.	Portfolio.	Tenure of Portfolio
49.	Maj. Gen. (Retd) Jamal Dar.	9- 3-1981 to 25-12-1982.	Kashmir Affairs and Northern Affairs.	9- 3-1981 to 25-12-1982.
50.	Raja Sikandar Zaman.	9- 3-1981 to 26- 2-1985.	Water & Power.	9- 3-1981 to 26- 2-1985.
			Kashmir Affairs & Northern Affairs.	5- 1-1983 to 5- 3-1983.
51.	Sahabzada Yaqoob Khan.	21- 3-1983 to 24- 3-1985.	Foreign Affairs.	21- 3-1983 to 24- 3-1985.
		10- 4-1985 to 28- 1-1986.	–do–	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
		28- 1-86 todate	–do–	28- 1-86 todate.
52.	Dr. Muhammad Afzal.	5- 3-1983 to 24- 3-1985.	Education.	5- 3-1983 to 24- 3-1985.
		28- 2-1985 to 24- 3-1985.	Religious Affs. & Minorities Affairs.	28- 2-1985 to 24- 3-1985.
53.	Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti.	5- 3-1983 to 26- 2-1985.	Railways.	5- 3-1983 to 26- 2-1985.
		10- 4-1985 to 30-12-1985.	–do–	10- 4-1985 to 30-12-1985.
54.	Dr. Mahbubul Haq.	14- 4-1983 to 24- 3-1985.	Planning & Development.	14- 4-1983 to 24- 3-1985.
		10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Health, Spl. Education & Social Welfare.	28- 2-1985 to 24- 3-1985.
		12- 2- 86 todate	Industries.	28- 2- 85 to 24- 8-1985.
			Finance & Eco. Affairs, Planning & Development.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
			Planning & Development.	12- 2- 86 todate.
55.	Mir. Zafarullah Khan Jamali.	17- 4-1984 to 26- 2-1985	Local government & Rural Development.	17- 4-1984 to 26- 2-1985.
		10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Water & Power.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
56.	Lt. Gen. Sardar Farooq Shoukat Khan Lodi.	22- 1-1985 to 24- 3-1985.	Interior.	22- 1-1985 to 24- 3-1985.
57.	Mr. Salim Saifullah Khan.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Commerce.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
		14- 4-1985 to 12- 8-1985.	Petroleum & Natural Resources.	14- 4-1985 to 12- 8-1985.
		28- 1- 86 todate.	Housing & Works.	28- 1- 86 todate.

S.No.	Name	Tenure.	Portfolio.	Tenure of Portfolio
58.	Syed Yousaf Raza Gilani.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Housing & works.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
		28- 1- 86 todade	Railways.	28- 1- 86 todate.
59.	Mr. Zafar Ali Shah.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Industries.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
		14- 4-1985 to 21- 5-1985.	Food, Agriculture & Cooperatives.	14- 4-1985 to 21- 5-1985.
		28- 1- 86 todate.	Industries.	28- 1- 86 todate.
60.	Mr. Hamid Nasir Chattha.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Information & Broadcasting.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
		14- 4-1985 to 21- 5-1985.	Health, Special Education & Social Welfare.	14- 4-1985 to 21- 5-1985.
		28- 1- 86 todate.	Science & Technology.	28- 1- 86 todate.
61.	Mr. Iqbal Ahmad Khan.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Justice & Parliamentary Affairs.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
		28- 1- 86 todate.	–do–	28- 1- 86 todate.
62.	Mr. Hanif Tayyab.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Labour, Manpower & Overseas Pakistnis.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
		28- 1- 86 to date.	Petroleum & N.R.	28- 1- 86 todate.
63.	Mr. Ghulam Muhammad Ahmad Khan Maneka.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Local Government & Rural Development.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
		14- 4-1985 to 21- 5-1985.	Culture and Tourism.	14- 4-1985 to 21- 5-1985.
		18- 1- 86 to date.	–do–	28- 1- 86 todate.
64.	Mr. Muhammad Khaqan Abbasi.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Production.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
		14- 4-1985 to 21- 5-1986.	Education.	14- 4-1985 to 21- 5-1986.
		28- 1- 86 to date.	Production.	28- 1- 86 todate.
65.	Mian Muhammad Yasin Khan Watoo.	21- 5- 1985 to 28- 1-1986.	Education.	21- 5-1985 to 28- 1-1986.
		28- 1- 86 todate.	Finance & Economic Affairs.	28- 1- 86 todate.
66.	Kazi Abdul Majid Abid.	21- 5-1985 to 28- 1-1986.	Food, Agriculture and Cooperatives.	21- 5-1985 to 28- 1-1986.
		28- 1- 86 todate.	–do–	28- 1- 86 todate.

S.No.	Name	Tenure.	Portfolio.	Tenure of Portfolio
67.	Malik Nur Hayat Khan Noor.	21- 5-1985 to 28- 1-1986.	Health, Special Education & Social Welfare.	21- 5-1985 to 28- 1-1986.
		28- 1- 86 todate.	Communications.	28- 1- 86 todate.
68.	Mr. Mohammad Aslam Khan Khattak.	21- 5-1985 to 28- 1-1986.	Interior.	21- 5-1985 to 28- 1-1986.
		28- 1- 86 todate.	–do–	28- 1- 86 todate.
69.	Syed Qasim Shah.	21- 5- 85 to 28- 1-1986.	States & Frontier Regons & Kashmir Affairs.	21- 5-1985 to 28- 1-1986.
		28- 1- 86 todate.	–do–	28- 1- 86 todate.
70.	Malik Nasim Ahmed Aheer.	28- 1- 86 todate.	Education.	28- 1-1986 todate.
71.	Mr. Shah Muhammad Khuro.	–do–	Health, Special Education & S.W.	–do–
72.	Chaudhry Shujat Hussain.	–do–	Information & Broadcasting.	–do–
73.	Sardar Maqsood Ahmed Khan Leghari	–do–	Labour, Manpower and Overseas Pakistanis.	–do–
74.	Mr. Anwar Aziz Chaudhri.	–do–	Local Govt. & Rural development.	–do–

S.No.	Name	Tenure.	Portfolio.	Tenure of Portfolio
	MINISTERS OF STATE			
1.	Mr. Hamid D. Habib.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.	Export Promotion Bureau.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		23- 8-1978 to 21- 4-1979.	–do–	23- 8-1978 to 21- 4-1979.
		21- 4-1979 to 9- 3-1981.	–do–	21- 4-1979 to 9- 3-1981.
2.	Mr. Javeed Hashmi.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.	Youth and Students Affairs.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		23- 8-1978 to 21- 4-1979.	–do–	23- 8-1978 to 21- 4-1979.
3.	Mr. Mahmud Ali.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.	Health, Population & Social Wealfare/ N.C.S.W.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
		23- 8-1978 to 21- 4-1979.	National Council of Social Welfare.	23- 8-1978 to 21- 4-1979.
		21- 4-1979 to 9- 3-1981.	–do–	21- 4-1979 to 9- 3-1981.
		9- 3-1981 to 26- 2-1985.	–do–	9- 3-1981 to 26- 2-1985.
4.	Mr. Agha Shahi.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.	Foreign Affairs.	5- 7-1978 to 23- 8-1979.
5.	Begum Viqarun-Nisa Noon.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.	Pakistan Tourism Development Corporation.	5- 7-1978 to 23- 8-1978.
6.	Mir Zafarullah Khan Jamali.	9- 3-1981 to 17- 4-1984	Food, Agriculture and Cooperatives.	9- 3-1981 to 17- 4-1984.
7.	Begum Afifa Mamdot.	9- 3-1981 to 23- 4-1984.	Health, Special Education & S.W.	9- 3-1981 to 17- 4-1984.
			Women's Division.	17- 4-1984 to 23- 4-1984.
8.	Dr. Muhammad Asad Khan.	25- 8-1983 to 24- 3-1985.	Petroleum & Natural Resources.	25- 8-1983 to 24- 3-1985.
		5- 8-1985 to 28- 1-1986.	–do–	5- 8-1985 to 28- 1-1986.
9.	Mr. Sartaj Aziz.	17- 4-1984 to 24- 3-1985.	Food Agriculture & Cooperatives.	17- 4-1984 to 24- 3-1985.
		28- 1- 86 todate.	–do—	28- 1- 86 todate.

S.No.	Name	Tenure.	Portfolio.	Tenure of Portfolio
10.	Dr. Basharat Jazbi.	14- 6-1984 to 26- 2-1985.	Health, Special Education & S.W.	14- 6-1984 to 26- 2-1985.
11.	Mir Haji Tareen.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Food, Agriculture & Cooperatives.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
12.	Mr. Zain Noorain.	10- 4-1985 to 28- 1-1986. 28- 1- 86 todate.	Foreign Affairs. –do–	10- 4-1985 to 28-1-1986 28- 1- 86 todate.
13.	Rai Mansab Ali Khan.	10- 4-1985 to 28- 1-1986. 28- 1- 86 todate.	Labour, Manpower and Overseas Pakistanis –do–	10- 4-1985 to 28- 1-1986. 28- 1- 86 todate.
14.	Begum Attiya Inayatullah.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Population Welfare.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
15.	Mr. Islamuddin Sheikh.	10- 4-1985 to 28- 1-1986. 28- 1- 86 todate.	Production. –do–	10- 4-1985 to 28- 1-1986. 28- 1- 86 todate.
16.	Mr. Maqbool Ahmed.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.	Religious Affairs & Minorities Affairs.	10- 4-1985 to 28- 1-1986.
17.	Syed Qasim Shah.	10- 4-1985 to 21- 5-1985.	States & Frontier Regions & Kashmir Affairs.	10- 4-1985 to 21- 5-1985.
18.	Mr. Shah Mohammad Khuro.	21- 5-1985 to 28- 1-1986.	Interior.	21- 5-1985 to 28- 1-1986.
19.	Syed Tasneem Nawaz Gardzi.	28- 1- 86 todate.	Commerce	28- 1- 86 todate.
21.	Mr. Muhammad Ibrahim Baluch	28- 1- 86 todate.	Communications	–do–
22.	Mir Mehran Khan Bijarani.	–do–	Culture & Tourism	–do–
23.	Mr. Nisar Ali Khan baluch	–do–	Education.	—do—

S.No.	Name	Tenure.	Portfolio.	Tenure of Portfolio
24.	Haji Muhammad Unis Elahi	–do–	Industries	–do–
25.	Mr. Mir Nawaz Khan Marwat.	–do–	Justice & Parliamentary Affairs.	–do–
26.	Mr. Nisar Mohammad Khan.	–do–	Railways.	–do–
27.	Begum Afsar Riza Qizilbash	–do–	Health, Special Education & Socail Welfare.	–do–

Mr. Javed Jabbar: Sir, in my original question I had sought information on the Ministers in office since the creation of Pakistan, I presume. Is it possible to obtain this data or is that beyond the scope of .....

Mr. Chairman: I think, if you look up the rules, things of historical interest are not and don't form part of a legitimate question to be asked in the Senate. So, we tried to cartail it to 1977.

Mr. Javed Jabbar: Would the honourable Minister Incharge like to comment on the fact as to why there has not been a single female Federal Minister?

Mr. Chairman: How can the Minister answer on behalf of the Governments that have preceded in the past.

Mr. Zain Noorani: Sir, I would only mention this much that the constitution does not provide that the females who are appointed to the Federal Cabinet as Ministers or Ministers of State would be in a certain ratio.

Mr. Javed Jabbar: Sir, has the Ministry been able to work out the average tenure thereof from the Annexure 1, because the specific question in part 3 was, the average tenure thereof in each case whereas what has very kindly been provided, is the period of office held by each Minister, presumably one would need to do this arithmetically onself.

Mr. Zain Noorani: Obviously Sir......

Mr. Chairman: I would invite your attention to Rule 71 (20). it shall not ordinarily ask for information on matters of past history and you are covering more than the past history of Pakistan. So, this would be in-admissible.

جناب قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جناب قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف: آخر میں یہ جو نوٹ دیا گیا ہے کہ منسلکہ جات انگریزی میں ملاحظہ فرمائیں۔ تو اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ اردو والوں سے چھپایا جارہا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ یہ فرماسکتے ہیں کہ اس کا اردو میں بھی ترجمہ کیا جائے۔ لیکن ناموں کا ترجمہ اردو میں ہم کیا کریں۔

قاضی عبداللطیف: یہ تفصیل اس میں آجاتی کہ فلاں فلاں اس نوعیت کے ہیں تاکہ ہمیں بھی معلومات حاصل ہو جاتیں۔

جناب چیئرمین: دراصل یہ رات کو چھاپا جاتا ہے۔ اور صبح یہ تقسیم ہوتا ہے اردو کتابت نستعلیق میں ہی ہوتی ہے اور اس طرح کا ہمارے پاس کوئی ٹائپ نہیں ہے جس سے فوری طور پر کام لیا جاسکے۔ اس کے علاوہ پرنٹنگ میں کچھ مشکلات ہوتی ہیں۔ اس لئے وقت پر اردو رسم الخط میں یہ نہیں آسکتا۔ فزیکل مشکلات ہیں۔

قاضی عبداللطیف: ہمارے لئے مشکل یہ بن جاتی ہے کہ آپ ان کی وکالت کرنے لگ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: سیکرٹریٹ کا تو میں ہی ذمہ دار ہوں۔ اس لئے وکالت کرنی پڑتی ہے۔

Mr. Javed Jabbar: Last Supplementary Sir, I just wanted to confirm from the honourable Minister that from 77, the annual turn over of Ministers is at the rate of 12 per year.

Mr. Zain Noorani: Well Sir, the honourable Senator is a better mathematician than me, if he has calculated it may be right. I haven't that time to go over.

Mr. Chairman: Thank you. I think, this exhausts the questions and also the Question Hour.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: رخصت کی درخواستیں۔ جناب محمد علی خان نے اپنی ذاتی مصروفیات کی بنا پر ایوان سے ۱۹ تا ۲۴ فروری ۸۶ء رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب احمد میاں سومرو ناسازی طبع کی بنا پر ایوان میں ۱۷ فروری کو شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے ۱۷ فروری کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب احمد میاں سومرو انسٹی ٹیوٹ آف بینک آف آسٹریلیا کی صد سالہ تقریبات میں شرکت کرنے بحیثیت نمائندہ انسٹی ٹیوٹ آف بینک آف پاکستان آسٹریلیا تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے انہوں نے ۱۹ فروری بعد دوپہر تا ۴ مارچ ۸۶ء ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب یوسف علی خان مگسی نے اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات کی بنا پر ایوان سے ۱۲ تا ۲۸ فروری ۸۶ء رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: کامرس منسٹر اور منسٹر آف سٹیٹ فار کامرس کوئٹہ اور کراچی کے دورے پر ہیں اور وہ ۱۸ تا ۲۱ فروری ایوان میں حاضری سے معذور ہیں۔ انہوں نے اطلاعاً عرض کیا ہے کہ ان کی جگہ جناب سلیم سیف اللہ خان وزیر تعمیرات ان کی کارروائی کے متعلق جواب دہ ہوں گے۔

جناب چیئرمین: جناب میرداد خیل صاحب نے ایک پریویلج موشن ابھی ابھی ہمیں پہنچائی ہے۔ یہ ٹی وی پر نشریات سے متعلق ہے۔ وزیر اطلاعات صاحب تو موجود نہیں ہے۔ جب وزیر اطلاعات صاحب موجود ہوں تو اس کو تب لیا جائے؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: اس وقت اس کی افادیت فوت ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: پھر پڑھ لیں۔

PRIVILEGE MOTION *RE:* NON-COVERAGE OF ORAL STATEMENT OF MR. ABDUL RAHIM MIR DAD KHEL IN A SPECIAL REPORT OF T.V. ON 18TH FEBRUARY, 1986.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ مورخہ ۱۸ فروری ۸۶ کو ٹی وی کے خصوصی پروگرام میں میری تحریک التواپیش کرنے کا

ذکر تھا اور جواب میں وزیر اعظم کا بیان کرنے کے بعد میں نے جو زبانی اظہار خیال کیا تھا اس کو ٹی وی پر نشر نہیں کیا گیا۔ میں نے زبانی یہ کہا تھا کہ ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے اور ہمارے مرکزی وزراء باہر کے ملکوں کا دورہ کرتے ہیں۔ اپنے ملک کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے رقم کے لئے بات چیت کرتے ہیں تاکہ ہمارا ملک ترقی کر سکے اور عوام کو سہولت مہیا ہو۔ یہ صوبائی مسئلہ اس لئے نہیں تھا کہ کوئٹہ چمن روڈ پر تعمیرات کا کام این ایل سی نے کیا تھا جب کہ یہ محکمہ باقاعدہ مرکزی حکومت کے زیر اثر ہے۔ میں نے اسی بنیاد پر تحریک التوا پیش کی تھی۔ میری زبانی گزارشات نشر نہ ہونے پر عوام میں غلط فہمی پیدا ہوئی ہے اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ مزید وضاحت کرنا چاہیں گے؟

جناب عبدالرحیم میر داد خیل: گزارش یہ ہے کہ ملک نور حیات صاحب نے پہلے خود مجھ سے بات چیت کی تھی۔ اور اس نے وہ تحریک التوا جو پیش ہوئی تھی پڑھ کر بھی مجھے سنائی تھی۔ اس نے کہا کہ ہم اس پر مزید غور کر رہے ہیں انشاء اللہ ہم اس کو بتا بھی دیں گے اور اگر کوئی ضمنی بات چیت ہے تو آپ مجھے بتا دیں میں نے کہا بس آپ پڑھ کر سنا لیں اور یقین دہانی کرا لیں تو میں اس پر اپنا اظہار خیال کر لوں گا۔ تو اس کے بعد کسی وجہ سے بدقسمتی سے وزیر صاحب محترم تشریف نہیں لا سکے۔ ہو سکتا ہے ان کو کوئی شرعی عذر ہو اور وہ نہ آئیں لیکن اس کے بعد جناب اقبال احمد خان صاحب کو وہ تحریک التوا تھما دی گئی اور کہتے ہیں جی آپ پڑھ کر سنائیں اور انہوں نے جب پڑھ کر سنایا تو پھر وہ مسئلہ جوں کا توں رہ گیا۔

جناب اقبال احمد خان جب متعلقہ وزیر کے انتظار کے لئے مہلت نہ دی جائے تو پھر یہی صورت حال پیدا ہوتی ہے جس کی شکایت محرک نے کی ہے۔ جہاں تک اس تحریک کے اندر ان کا ارشاد ٹی وی کے متعلق ہے مجھے تو کئی مہینوں سے ٹی وی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا اور میں نے تو کسی زمانے میں بعض علمائے کرام کے فتوے سے سن رکھا تھا ٹی وی دیکھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن الحمد اللہ اب یہ ٹی وی جائز بھی ہو گیا اور اس کو باقاعدگی سے علمائے کرام دیکھ بھی رہے ہیں تاکہ کوئی نقص ہوں تو نکالے جا سکیں۔ جہاں تک اس کا تعلق ہے جناب تو اس کے حقائق کا تو مجھے پتہ نہیں ہے کہ یہ کیا فرما رہے ہیں لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں آپ ہی کی متعدد رولنگز ہیں کہ میڈیا کے متعلق کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی کہ وہ کون سی چیز نشر کریں اور کون سی چیز نشر نہ کریں۔ ہاں البتہ اگر نشر کرنے میں کوئی غلط بیانی کی گئی ہو تو اس کا

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

استحقاق تو ہو سکتا ہے لیکن اس بات پر میڈیا کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ضرور کسی خبر کو نشر کریں۔ نہ کریں یہ ان کا اپنا دائرہ کار ہے اور جناب والا! آپ اس سلسلے میں پہلے بھی کچھ رولنگ عنایت فرما چکے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک ان ایڈمسیبل ہے۔ اس کو رولڈ آؤٹ آف آرڈر قرار دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: متعلقہ وزیر محترم صاحب خود تشریف لے آئے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ میں نے جو زبانی اظہار خیال کیا تھا وہ قوم کے سامنے نہیں آیا میں صرف اتنی بات کہتا ہوں کہ جو میں نے کہا تھا وہ نہیں آسکا۔ میں نے غریب ملک کا اور وزراء جو مرکز سے باہر جاتے ہیں اور وہ آپ سے میں نے پوچھا کہ کس طرح جاتے ہیں تو آپ نے یہ کہا کہ جی ہم جہاز سے جاتے ہیں لیکن وہ بات میں نہیں کہتا لیکن جو مرکزی وزراء باہر جاتے ہیں اور اس ملک میں یہ بتاتے ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ وہ کوئی نقشہ دیتے ہیں کوئی سکیم دیتے ہیں کہ ہم نے یہ یہ کام کرنا ہے پھر وہ ملک جو ہے وہ رقم دیتا ہے۔ جب یہاں دیکھتے ہیں کہ وہ رقم ضائع ہو جاتی ہے تو ظاہر بات ہے کہ خارجی پالیسی پر برا اثر پڑتا ہے اور اس ملک کی بدنامی ہوتی ہے۔ ہم اس ملک کے خیر خواہ ہیں اس حکومت کے خیر خواہ ہیں لیکن اس بنیاد پر کہ وہ صحیح اقدام کرے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے اس کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ میری زبانی گزارشات نشر نہ ہونے پر عوام میں غلط فہمی پیدا ہوئی ہے اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس میں جیسے وزیر انصاف صاحب نے ارشاد فرمایا کئی دفعہ یہ رولنگ دی جا چکی ہے اور اس اجلاس میں بھی یہ میرے خیال میں ۲ فروری کی رولنگ ہے جو میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔۔ referring to some member وہ فرماتے ہیں کہ جو ضروری حصہ تھا ان کے نقطہ نظر سے وہ ٹی وی پر نہیں آیا۔ میرے خیال میں جہاں تک رولنگ کا تعلق ہے وہ میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں اور اس کو دوبارہ دہراتا ہوں وہ رولنگ یہ تھی۔

"Non-coverage or inadequate coverage does not give rise to breach of privilege of either of the House or of an individual Member. The Senate has no control over the media regardless of whether they are under govt. control or not. We can act under law but not otherwise. The Senate has no executive authority to direct anybody to do this or to do that."

So the motion was ruled out of order.

اور اسی بنا پر آج پھر اس کو آوٹ آف آرڈر' قرار دیا جاتا ہے۔ شکریہ۔ تحریک التوا جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب' ۵۷۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: پوائنٹ آف آرڈر' جناب چیئرمین صاحب میں نے بہت ساری تحاریک التوا پیش کی ہیں جن کی تعداد تقریباً ۹ ہے وہ یہاں پر مسترد ہوئی ہیں تو ٹھیک ہے یہ جمہوری روایات کے مطابق ہے۔ لیکن اب یہ سلسلہ شروع ہو گیا ہے کہ جو تحریک التوا میں پیش کرتا ہوں وہ آفس سے ملتوی ہو جاتی ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ مسترد ہو جاتی ہے۔ جب میں اپنے کمرے میں جاتا ہوں تو دو آدمی کھڑے ہوتے ہیں کہ جی صاحب دستخط کریں' بھئی کیا بات ہے' کہتے ہیں کہ جی یہ تحاریک التوا مسترد ہو گئی ہیں۔ تو یہ جمہوری روایت کے مطابق نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: جمہوری روایت کے مطابق اگر کوئی تحریک التوا چیمبر میں مسترد ہو جاتی ہے تو اس کے متعلق اگر آپ کو اعتراض ہے تو آپ بڑی خوشی سے تشریف لا سکتے ہیں اور اس کے متعلق جو کچھ آپ نے کہنا ہے وہ فرما سکتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: بہت سے اہم مسائل ہیں جن کا مرکز سے بھی تعلق ہے مثلاً کرائم برانچ ہے۔

جناب چیئرمین: اب بھی ہم آپ کی تحریک التوا سے شروع کرتے ہیں صرف وہ مسترد ہوتی ہیں جو کہ صریحاً رولز کے خلاف ہوتی ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب وہ جو ۹ ہیں وہ اہم مسائل پر ہیں۔ ان کا پھر کیا کریں گے۔ کم از کم یہ تو اب ہاؤس میں آنا چاہئے۔ اب یہاں تو حسب معمول آپ جس طرح بھی کریں ہمیں اعتراض نہیں ہے اور نہ اصولی طور پر ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: بدقسمتی یہ ہے کہ اس کا فیصلہ مجھے کرنا ہے کہ کیا اہم ہے اور کیا اہم نہیں ہے۔ بہرحال آپ اپنی تحریک التوا نمبر ۵۷ پیش کریں۔

ADJOURNMENT MOTION *Re*: SMUGGLING OF HEROINE FROM PAKISTAN TO INDIA.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ روزنامہ جنگ لاہور ۸ فروری میں یہ خبر شائع ہوئی ہے "پاکستان سے ہیروئن بھارت سمگل

کرنے کی کوشش''، خبر میں مزید بتایا گیا ہے کہ بھارتی سرحدی گارڈز نے پاکستان سے سرحد پار کرنے والے کارروان کو روک کر ۲۸۰ کلوگرام ہیروئن قبضے میں لے لی جس کی مالیت مارکیٹ میں اڑھائی کروڑ ڈالر بنتی ہے۔ سمگلر ہیروئن چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

مولانا سمیع الحق: پوائنٹ آف آرڈر یہ ہمارے وزیر انصاف کے ساتھ سراسر بے انصافی ہو رہی ہے ہیروئن کا کیا تعلق ہے انصاف کے ساتھ؟

جناب اقبال احمد خان: جہاں ہیرو ہو گا ہیروئن بھی ہو گی۔ جناب میں اس کو اپوز تو کرتا ہوں لیکن اس کے حقائق جو ہیں وہ دریافت نہیں کر سکا کہ آیا اس کا پاکستان کی اندرونی انتظامیہ سے بھی تعلق ہے کہ نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کے ساتھ وہ اخبار جس کا حوالہ دے رہے ہیں اس کا تراشہ تو نہیں ہے۔ اب پتہ نہیں یہ پاکستانیوں سے پکڑی گئی ہے یا کن سے پکڑی گئی ہے۔ اس کا جناب کوئی پتہ نہیں چل رہا ہے۔

سردار خضر حیات: ہیرو اور ہیروئن کو پتہ ہونا چاہیئے۔

جناب اقبال احمد خان: ہیروئن وہاں انڈیا میں پکڑی گئی ہے اور ہیرو میرے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جہاں تک تراشے کا تعلق ہے تو وہ میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ نئی دہلی ڈی پی' بھارتی سرحدی گارڈز نے پاکستان سے سرحد پار کرنے والے ایک کارروان کو روک کر ۲۸۰ کلوگرام ہیروئن قبضے میں لے لی جس کی مالیت بلیک مارکیٹ میں اڑھائی کروڑ ڈالر بنتی ہے سمگلر ہیروئن کو چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ آگے پڑھا نہیں جا رہا یہ کچھ کٹ گیا ہے۔ تو اتنی ہی اخباری خبر ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں اور ممبر صاحب کو منظور ہے تو اسے اس دن لے لیتے ہیں جب وزارت داخلہ سے اس کے متعلق اطلاع آجائے۔

جناب اقبال احمد خان: یہ مناسب رہے گا لیکن آج ہیروئن کے سلسلے میں ڈسکشن بھی ہے۔ آج کے ایجنڈے میں ہے اور میرا خیال ہے اس سے بھی ان کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو جائے گا۔ کیوں کہ اس بحث میں حصہ لے لیں گے۔ آج کے نظام کار کی آخری آئیٹم جو ہے وہ ہیروئن کی سمگلنگ کے سلسلے میں ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب میں تھوڑی سی وضاحت کروں گا کہ حکومت کے وزیر داخلہ صاحب نے پہلے قومی اسمبلی میں یہ اعتراض بھی کیا تھا کہ ملک میں ہیروئن کے عادی

افراد کی تعداد تین لاکھ ہے اور وزیر داخلہ صاحب کو یہ بھی بتایا گیا تھا کہ ملک میں ہیروئن کے عادی افراد کی تعداد ۳ لاکھ نہیں بلکہ ۶ لاکھ ہے۔ وزیر داخلہ صاحب نے تو یہاں تک فرمادیا ہے کہ تین لاکھ افراد ۵۰ فی صد ہیروئن کی ۵۴ ٹن اور ۵ کلو گرام مقدار سالانہ استعمال کرتے ہیں۔ اور اب حکومت نے ہیروئن کی فروخت کے ٹھیکے کھول رکھے ہیں۔ یہ خبر میں نے ایک اخبار سے لی ہے اور وزیر داخلہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ۱۹۸۵ میں ۴۹۰۸ کلو گرام چرس پکڑی گئی۔ تو ظاہر ہے کہ اعداد وشمار فی صد درست ہوں گے کیونکہ پکڑی جانے والی چرس کا حساب کتاب کسٹم، ایکسائز اور پولیس کے پاس ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: لیکن اس سے آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: یہ کہ یہ تو ہے ہیروئن، جب کہ چرس جو ہے تو اس کا حساب تو باقاعدہ رکھا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: اس سے کوئی انکار نہیں کرتا، بلکہ آج ایک موشن آرہی ہے جو ہیروئن کے متعلق ہے اور جو مولانا کوثر نیازی صاحب کی پیش کردہ تھی۔ نیشنل شپنگ پر ہیروئن کی جو سمگلنگ ہو رہی ہے اسی پر آج بحث ہوگی اور اس میں آپ کی جو موشن ہے وہ بھی آسکتی ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: بالکل جی۔

جناب چیئرمین: تو پھر آپ اس پر اصرار نہیں کرتے۔

جناب اقبال احمد خان: دراصل جو کلاز (ای) ہے

It shall not anticipate a matter for the consideration for which a date has been previously appointed.

Mr. Chairman: So, he is not pressing it in view of the motion which is on the Orders of the Day and on which debate will actually take place. Next.

پروفیسر خورشید احمد: جناب مولانا کوثر نیازی اور مولانا سمیع الحق تینوں کے نام پر تقریباً ایک ہی مضمون کے ایڈجرنمنٹ موشن ہیں تو وہ موو کر لیں۔ پروفیسر خورشید صاحب تو ہیں نہیں، جناب مولانا کوثر نیازی صاحب آپ موو کر لیں۔

ADJOURNMENT MOTION *Re*: REMOVAL OF 232 PAKISTANIS FROM SERVICE FROM A SHIPYARD IN GREECE.

مولانا کوثر نیازی: جناب میری تحریک التوایہ ہے۔ بی بی سی اور پاکستانی اخبارات نے اطلاع دی ہے کہ یونان میں جہاز سازی کے ایک کارخانے سے ۲۳۲ پاکستانیوں کو برطرف کر دیا گیا ہے اور ان سے ورک پرمٹ واپس لے لئے گئے ہیں اور ان سے کہا گیا ہے کہ وہ پاکستان واپس چلے جائیں۔ منگل کو ان پاکستانی کارکنوں نے یونانی پارلیمینٹ کے باہر مظاہرہ کیا اور اس امر پر احتجاج کیا کہ یونانی حکومت وہ معاوضہ دینے سے انکار کر رہی ہے جو موجودہ قوانین کے تحت ان کا حق ہے۔ بعد میں ان مزدوروں کے ترجمان نے بتایا کہ پاکستانی سفارت خانے نے اس سلسلہ میں ان کی کوئی مدد نہیں کی' پاکستانی سفیر تعطیلات پر گئے ہوئے ہیں اور پاکستانی سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری نے بتایا ہے کہ اس معاملے کی اطلاع حکومت پاکستان کو دے دی گئی ہے اور اس کی ہدایات کا انتظار ہے۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بیرون ملک پاکستانیوں کی اس حالت زار پر بحث کرنے کے لئے ایوان کی کارروائی روک دی جائے۔

جناب چیئرمین: مولانا سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کا اجلاس ملتوی کر کے حالیہ قومی و فوری نوعیت کے حسب ذیل واقعہ کو زیر غور لایا جائے۔ یونان میں جہاز سازی کے ایک کارخانہ کے ۲۳۲ پاکستانی ملازمین کو برطرف کر دیا گیا۔ ہے ان کے کام کرنے کے پرمٹ واپس لے لیئے گئے ہیں اور ان کو ۲۴ اپریل تک پاکستان چلے جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان پاکستانیوں نے کل یونان کی پارلیمینٹ کے سامنے مظاہرہ کیا۔ بی بی سی کے مطابق ان کا احتجاج حکومت سے اس بات پر بھی ہے کہ اس نے مزدوروں کو معاوضہ نہ دینے کا اعلان بھی کیا ہے جبکہ ان کے اپنے موجودہ قوانین کے تحت بھی یہ معاوضہ دینا حکومت کا حق ہے جن لوگوں نے سالہا سال سے کام کیا ہے انہیں معاوضے کے طور پر ایک پائی بھی نہیں دی گئی۔ اس معاملے کی اطلاع پاکستان کے سفارت خانہ واقع یونان کے مطابق پاکستان کو دے دی گئی ہے۔ یہ مسئلہ پاکستان کے معزز شہریوں کی مشکلات اور پریشانیوں سے متعلق ہے اس لئے اس پر ایوان میں بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Zain Noorani: Yes Sir. Besides other technical deficiencies, this matter has been discussed less than 15 days back in the National Assembly and normally it should not have come in the Senate according to the rules. Besides that it does not relate to a matter which is one single instance in as much as retrenchment in Greece industry has been going on for a long time. Thirdly, it is a matter which primarily concerns the Government of another foreign country over which we do not have a control. But I would certainly like to make a statement over here, if you permit, for two reasons. One because certain aspersions have been cast on our representatives over there and also, because it would probably be out of respect for the honourable Senators since they have taken so much pains in moving this adjournment motion. The adjournment motion refers to a BBC report regarding the termination of services of Pakistani shipyard workers and subsequent notice of their expulsion from Greece by April 24, 1986. The Government of Pakistan has taken up the matter with the Greece Government through our Ambassador in Athens at the highest level. The Greece authorities have explained that the situation has arisen on account of the current economic crisis in Greece, coupled with a lack of fresh contracts and rising unemployment in the local labour force. The general federation of Greece Trading Union has been demanding the replacement of all foreign workers by Greeks. The Greece Government was, therefore, compelled to react due to the organization of the shipyard which resulted in termination of services of all foreign workers. The Government has arranged an appropriate legal assistance for the affected Pakistani workers. It is also maintaining close liaison with our nationals. The Government has spared no efforts in maintaining pressure on the Greece authorities at the highest possible level to minimise the distress of the Pakistani workers. I would, however, like to inform the House that there are some problems that we are confronted with. For instance, most of our workers, recruited in Greece by Shipyard were on *ad-hoc* basis and were illegal immigrants working for six months without permit renewable at the option of the Greece immigration authorities. According to a previous court decision, the Shipyard had declared that no *ad-hoc* workers would be entitled to any compensation on termination of service. However, with a great deal of effort and persuation on the part of our representative, the management have agreed to grant some payment as

a special bonus. This arrangement has been accepted by the retrenched Pakistani workers. Payment out of social security is not admissible to such workers under the rules. The Embassy has taken up the matter with the Greece Foreign Office to secure maximum benefits for our workers. The employers would not be paying the air freight to the Pakistani workers for returning home but our Embassy is trying hard to obtain cheaper tickets for them.

In view of above information, I most respectfully request the honour Members not to press this Adjournment Motion.

جناب چیئرمین صاحب: مولانا کوثر نیازی صاحب

مولانا کوثر نیازی: محترم وزیر صاحب کی اس تحریک کے بعد میں اس تحریک پر اصرار نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب مولانا سمیع الحق صاحب

مولانا سمیع الحق: میں اتنی گزارش کروں گا کہ ان کے پاس ورک پرمٹ نہیں تھے۔ لیکن خبروں میں واضح طور پر آیا ہے کہ پرمٹ ان سے واپس لئے جارہے ہیں۔ یا لئے گئے ہیں۔ اگر پرمٹ ان کے پاس تھے ہی نہیں تو واپس کیسے لے لئے گئے اگر اس کی وضاحت فرما دیں تو میں پھر اصرار نہیں کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ بہت ڈیٹیل کی بات ہے کہ پرمٹ کس طریقے پر حاصل کیے گئے وہی شپنگ ایجنٹ ان کو دیتے ہیں یا کوئی اور اگر آپ اس پر اصرار نہیں کرتے تو میرے خیال میں بہتر ہے۔ Not Pressed دوسری لے لیتے ہیں۔ جناب مولانا سمیع الحق صاحب، نمبر ۷۹

ADJ: MOTION *RE:* AMERIC's VETO AGAINST THE U.N. SECURITY COUNCIL RESOLUTION CONDEMNING FORCIBLE LANDING OF LIBYAN PLANE BY ISRAEL.

مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کا اجلاس ملتوی کر کے قومی و ملی نوعیت کا حالیہ واقعہ زیر غور لایا جائے۔ ۸ فروری کے اخبارات ریڈیو اور ذرائع ابلاغ میں یہ خبر آئی ہے کہ امریکہ نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی وہ قرارداد ویٹو کر دی ہے۔ جس میں منگل کو لیبیا کے ایک مسافر طیارے کو شمالی اسرائیل میں زبردستی

اتارنے کی کارروائی پر اسرائیل کی مذمت کی گئی ہے۔ جناب چیئرمین، پچھلے چند دنوں میں یہ تیسرا واقعہ ہے کہ امریکہ نے اسرائیل کی عالم اسلام کے خلاف نہایت ظالمانہ حرکات اور دہشت پسندوں کی اندھی حمایت کر کے اپنے آپ کو پورے عالم اسلام میں ظالمانہ صف میں کھڑا کر دیا ہے اور مسلمانوں کے ایک ظالم دشمن صیہونی ملک کی حمایت کی ہے اس لئے اس معاملہ کو زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Chairman: Janab Zain Noorani Sahib.

Mr. Zain Noorani: It is opposed, Sir, on the same grounds as we have discussed at length day before yesterday, which I am sure, in order to save time, he would not like me to repeat. Particularly, in view of the fact that I would like to...

Mr. Chairman: Would you like to give a statement?

Mr. Zain Noorani: Yes, I would like to make a short statement on this. The Government of Pakistan is deeply concerned about the gravity of the situation, arising out of the frequent use of veto by the United States in the Security Council on issues affecting the Islamic ummah. We had strongly condemned the hijacking of Libyan Airline by Israel. The government of Pakistan urged the Security Council to condemn Israel's continued and present defiance of the accepted norms and laws of International conduct and to take appropriate measures to restrain Israel from pursuing its aggressive path which could lead to a conflagration and further erode the prospects of the Middle East. It is unfortunate that the Security Council could not act due to the US veto on resolution condemning Israel. In the wake of US veto in the Security Council on the draft resolution on AL-Aqsa Mosque, the American Ambassador in Islamabad was summoned to the Foreign Office on 2-2-86 in order to convey Pakistan's disappointment and concern to Washington. It may please be recalled that the foreign Minister in a statement in this august House expressed the hope that the United States will take into account the feelings and views of the Government and people of Pakistan and indeed those of the entire Islamic World regarding the issues which are of vital concern to the Islamic World. Pakistan's record of consistent and binding support to the Islamic World is well-known. Pakistan

never hesitated or wavered in its solidarity with Arabs or other Islamic brothers on all major issues and has steadfastly and strongly opposed Zionist schemes and designs in the area. I thank you. Sir.

مولانا سمیع الحق : جی میں وزیر صاحب کے بیان کا خیر مقدم کرتا ہوں اور پریس نہیں کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ اس دن مولانا صاحب نے فرمایا تھا کہ

معشوق من بشیوہ ہر کس برابر است

باما شراب خورد بازاہد نماز کرد۔

وہ تو تمام دنیا کا رواج ہے۔ با مسلمان اللہ اللہ اور باہنود رام رام۔ شکریہ آپ نے withdraw کیا۔

Next. Wasim Sajjad Sahib. He is not present, so the motion lapses. This ends the adjournment motions and the adjounment motion's half an hour. Now we take up the regular business of the house *i.e.* further discussion on the reports of the Council of Islamic Ideology.

DISCUSSION ON THE REPORT OF THE COUNCIL OF ISLAMIC IDEOLOGY.

جناب چیئرمین : میں اتنی درخواست کروں گا کہ ہمارے پاس دو اور بھی موشنز ہیں ایک رول نمبر ۵۶ کے تحت جس پر بحث کم از کم آدھ گھنٹہ ضروری ہے اور ایڈجرنمنٹ موشن مولانا کوثر نیازی صاحب کی ہے جو آج کے لئے مقرر ہے۔ اس میں بھی دو گھنٹہ تک بحث کی اگر Time permit کرتا ہے تو اجازت دینی پڑے گی۔ لہٰذا ارشادات کو مختصر رکھیں تو بہتر ہو گا۔ جناب میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب چیئرمین میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عطا فرمایا کہ اسلام کے درخشاں اصولوں پر کچھ اپنی گزارشات پیش کروں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے بہت محنت کے ساتھ اور نہایت قیمتی وقت صرف کر کے اس رپورٹ کا بہترین حق ادا کیا ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس پر عمل کرنے کا طریقہ کار کیا ہو

گا۔ تو حکومت وقت کے اوپر لازم ہوتا ہے کہ ہم سب مل کر کے اسی کے اوپر من و عن عمل کریں۔ جہاں تک اس میں سر فہرست یہ بتایا گیا ہے کہ نماز کے اوقات کیا ہیں۔ تو نماز مسلمان کا ایک بنیادی حصہ ہے اور حصے سے عملاً انکار کفر کے مترادف ہے حکومت اگر یہ چاہتی ہے کہ اس ملک میں شعائر اسلام کا بول بالا ہو، تو عمل کرنے کا طریقہ کار کیا ہو گا۔ عمل کرنے کے لئے کوئی فرشتے نہیں آئیں گے بلکہ یہی حضرت آدم کی اولاد اس پر عمل پیرا ہو گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت پورے ملک میں ناظمین صلوٰۃ ایک لاکھ پچیّس ہزار ہیں تو کیا حکومت نے اس طرف توجہ دی ہے کہ ان کو سندات دے کر انہوں نے اپنے محلوں، دفاتر اور محکمے میں کیا کردار ادا کیا ہے۔ صرف سندات عطا کرنے سے وہ پکا نمازی نہیں بن سکتا ہے بلکہ وہ اپنے عمل سے نمایاں طور پر یہ ڈیوٹی دے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ایک مسلمان ملک میں رہتے ہوئے اور مسلمان ملک کا سربراہ اسلام کا نام لیتے ہوئے اس کا عملی طور پر بھی کردار ہونا چاہئے اور نہی عن المنکر کے تمام لوازمات پر عمل پیرا بھی ہو۔ یہی ایک مسلمان کی عظیم صفت ہے لہٰذا میری یہ تجویز ہے کہ حکومت جس طرح اپنے قوانین پر عمل در آمد کرتی ہے تو اقامت صلوٰۃ کے وقت اور اس قانون پر عمل در آمد کے لئے سختی سے پابندی کرے اور جو اس جرم میں ملوث پائے جائیں ان کو بر سر عام سزا دی جائے اور ایک مسلمان ملک میں رہتے ہوئے شعائر اسلام کی صحیح عکاسی ہونی چاہئے۔

زکوٰۃ کونسلیں قائم کی گئی ہیں۔ اور اس میں ۶۰/ ۷۰ ہزار عاملین زکوٰۃ لے رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ زکوٰۃ لے رہے ہیں بستیوں، سڑکوں اور شاہراہوں میں وہ لوگ نظر آتے ہیں جو مانگتے ہیں۔ اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ لہٰذا میری یہ تجویز ہے کہ اس طرح جو رقوم زکوٰۃ و عشر میں جمع ہوتی ہے اس سے صوبوں کے بڑے بڑے شہروں میں دار المساکین بنائے جائیں اور ان کے مستقبل کے لئے انہیں ایسے طریقے سے ہنر مند بنایا جائے کہ کوئی مانگنے والا نہ رہے بلکہ اس موقع سے وہ فائدہ اٹھا کر دوسروں کے لئے مالی مدد کا سہارا بن سکے۔ تو زکوٰۃ کے لوگ جو منتخب ہوئے ہیں ہم ان کی نیتوں پر تو شک نہیں کرتے، لیکن ان میں متقی پرہیز گار اور اللہ سے ڈرنے والا جو شخص ہو اس کو منتخب کیا جائے اور اس سے پورا حساب لیا جائے کہ کس مد میں پیسے آئے اور کس مد میں اور کہاں خرچ ہوئے اور کن لوگوں نے اس سے

استفادہ کیا۔ اس طرح سے صحیح مصرف پتہ لگے گا اور عوام پر بھی اس کا اثر پڑے گا۔ اور حکومت کی بھی نیک نامی ہو گی۔

اس کے بعد تعلیمی اداروں میں طالبات ہیں، کالجوں میں مرد جاتے ہیں اور وہاں فنکشنز کرتے ہیں اس طرح اس کے نشر اور حجاب کی بے حرمتی ہوتی ہے اور ہماری ماؤں بہنوں کی بے حرمتی ہوتی ہے وہاں تصاویر اتروا تے ہیں اور بد قسمتی سے ہمارے وزرائے کرام بھی اس میں جاتے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ حاجی صاحب وہاں کی تقریب میں جاتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے یہ کہاں کی اسلامی اخوت اور اسلامی مساوات ہے۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلامی نظام قائم ہو تو پھر ہم اپنے قول و فعل اور کردار سے یہ بات ثابت کریں کہ واقعی ہم اس ملک میں اسلام چاہتے ہیں ہم یہ نہیں چاہتے کہ اس ایوان میں کوئی اور طریقے اپنائیں۔ اور پھر باہر جا کر کسی اور انداز میں کام کریں۔ لہٰذا میری یہ تجویز ہے اور یہ اسلام کا مطالبہ بھی ہے اور یہ اسلام کا کردار بھی ہے اور حکم بھی ہے کہ غیر محرم عورتوں میں جانا غیر مناسب اور غیر شرعی ہے۔ اس سے اجتناب کرنا از حد ضروری ہے۔

جیلوں کی بات ہوئی ہے۔ ہم نے پہلے جو کہا تھا کہ اس مارشل لاء کے دور سے پہلے کی حکومتوں نے ان سیاستدانوں اور لوگوں پر ان مزدوروں پر گولیاں اور لاٹھیاں چلائیں۔ پہلے ان کو جیلوں میں باعزت طور پر رکھا اور پھر اس کے بعد ان کو برف کی سلوں پر لٹایا گیا اور انہیں اس طرح ڈنڈے مارے گئے کہ اس کے سامنے یزید اور شمر بھی شرمندہ ہوں گے۔ ان سیاستدانوں اور شریف آدمیوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا کہ ان کو پیاز اور ڈنڈے دیئے گئے اور ان پر اس طرح کا تشدد کیا گیا۔ اور اس وقت مارشل لاء کی حکومت نے بھی کوڑے لگائے میں چاہتا ہوں کہ ایسا شعور پیدا ہو جائے کہ ہماری جیلیں قمار گاہ نہ بن سکیں اور وہ اصلاح معاشرہ کے لئے بھی کام کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ملک میں ہمارا وہ نظام ہونا چاہئے جس پر ہم کاربند ہونا چاہتے ہیں۔ اسلام وہ مطالبہ پیش کرتا ہے۔ اسلام کا وہ حکم ہے۔ ہم قول و فعل میں کس حد تک چل سکتے ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں میں اقامت صلوٰۃ کا بھی ذکر ہے نماز کا ذکر بھی ہے۔ اس میں روزے کے احترام کا بھی بتایا گیا ہے۔ ہم نے بھری محفلوں میں خواہ وہ بڑے لوگوں کی ہوں یا چھوٹے لوگوں کی، احترام رمضان کو بحال نہیں کیا۔ اسلامی حکومت کا یہ

فرض بنتا ہے۔ کہ وہ شعائر اسلام کو مدنظر رکھتے ہوئے احترام رمضان آرڈیننس پر پورا پورا عمل کرے۔ و آخر الدعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: جناب راحت سعید چھتاری صاحب۔ نہیں ہیں۔ جناب سردار خضر حیات صاحب۔

سردار خضر حیات خان: جناب چیئرمین! اگر آپ اجازت دیں تو میں بیٹھ کر ہی تقریر کروں۔

جناب چیئرمین: جی جی ارشاد فرمایئے۔

سردار خضر حیات خان: جناب چیئرمین! اسلامی نظریاتی کونسل کی ۱۹۷۷۔۷۸ کی رپورٹ پر فاضل اراکین نے بڑے دلاویز تبصرے کیے ہیں۔ اور تمام پہلوؤں اور گوشوں پر انہوں نے مدلل تقاریر فرمائی ہیں۔ نیز تمام پہلوؤں پر بہت سی باتیں ہو چکی ہیں۔ لیکن میں چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۷۷۔۷۸ء کی رپورٹ میں اقامت صلوٰۃ زکوٰۃ وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے بعد معاشرے کے متعلق کہا گیا ہے تو مجھے یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اس حکومت کی جو رپورٹ ۱۹۷۷ء سے لے کر آج تک کی پیش کی گئی ہے اور اس پر عمل در آمد کی جو رپورٹ پیش ہوئی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ جزوی طور پر کام کیا جا رہا ہے اس سے نہ اسلامی معاشرہ قائم ہو سکتا ہے اور نہ اسلام کے متعلق کوئی کام مکمل ہو سکتا ہے اس لئے میں حکومت سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ حکومت جو اسلام کے نام کو لے کر آگے چلی ہے جو صرف یہ چاہتی ہے کہ اگر تم اسلام کو پسند کرتے ہو تو ہم آپ پر قابض ہیں اس حکومت کو چاہئے۔ کہ وہ ان رپورٹوں پر پوری طرح عمل کرے۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر تم اسلام کو پسند کرتے ہو تو ہم سربراہ ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اس طرح عمل کریں جس طرح اسلام حکم دیتا ہے اور اسلام بھی وہ جو چودہ سو سال پہلے آیا ہے وہ اسلام نہیں جو دین الٰہی کی صورت میں یہاں پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یا کی جا رہی ہے۔ تو اس اصل اسلام کے مطابق ہمیں کام کرنا ہو گا۔ اگر ہم نے اصل اسلام کے مطابق کام کرنا ہے تو یہ صرف ناظمین صلوٰۃ سے توقع نہیں کی جا سکتی کہ ہم نے نماز قائم کر دی ہے اور تمام ضروریات پوری ہو گئی ہیں۔ ناظمین صلوٰۃ سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی اور مقصد

کے لئے بنائے گئے تھے جو مقصد ریفرنڈم کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ اس کے بعد زکوٰۃ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ زکوٰۃ کے سلسلے میں صرف ہم نے یہ کیا ہے کہ یہ بنکوں میں جمع شدہ رقوم پر ہم نے زکوٰۃ لاگو کر دی ہے۔ لیکن زکوٰۃ تو تمام گوشوں پر ہوتی ہے۔ اس کے سلسلے میں حکومت نے کوئی اقدام نہیں کیا۔ صرف یہ بینکوں سے اس طرح زکوٰۃ لے لینا اسلامی تو نہیں البتہ دین الٰہی کے مطابق ہو گا۔ نیز زکوٰۃ کی تقسیم کا بھی وہی طریق ہونا چاہئے جو اسلام بتاتا ہے۔ بلکہ زکوٰۃ میں سب سے زیادہ حق نزدیکی کو پہنچتا ہے۔ اس لئے حکومت نے یہ ایک غلط کام کیا ہے کہ اس کا طریقہ دین الٰہی کے طریقہ کے مطابق اختیار کیا ہے۔ اسلام جو طریقہ بتاتا ہے اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔

۷۷-۱۹۷۸ء کی رپورٹ کا کہنا ہے کہ ہمیں معاشرے کی تشکیل کے لئے کوشش کرنی چاہئے میں اس حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ۷۸-۱۹۷۷ سے لے کر آج تک اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لئے کیا اقدامات کیے ہیں۔ صرف یہ کہہ دینا کہ رزق حلال کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ دیکھنا تو یہ چاہئے کہ آیا یہ کہنے والوں نے خود بھی اس پر عمل کیا ہے۔ اس لئے ہر شخص کو محاسبے کے لئے تیار رہنا چاہئے اور محاسبہ کروانا چاہیئے۔ میں حکومت سے یہ عرض کروں گا کہ وہ کوئی ایسا ادارہ قائم کرے کہ ۴۷ سے لے کر آج تک جتنے ممبران اسمبلی یا سیاستدان ہیں ان کا بھی محاسبہ کیا جائے اور اس کے ساتھ فوجیوں کا بھی محاسبہ کیا جائے اور بیورو کریٹس کا بھی محاسبہ کیا جائے کہ رزق حلال انہوں نے کس طریقہ سے کمایا ہے اور اسے کس طرح خرچ کیا ہے۔ جب تک ہم محاسبہ نہیں کریں گے یہ رزق حلال کا صرف نعرہ ہی رہے گا کوئی آدمی رزق حلال کی طرف نہیں جائے گا۔ اس لئے تمام کو اپنے آپ کو محاسبے کے لئے پیش کرنا چاہئے کہ ۴۷ میں ان کی کیا پوزیشن تھی اور آج کیا ہے۔ ان کے وسائل کیا ہیں اور ان کے اخراجات کیا ہیں۔ جب تک ہم یہ نہیں کریں گے اس وقت تک ہم رزق حلال کے لئے کوئی کوشش نہیں کر سکتے اور نہ لوگ اس پر یقین رکھتے ہیں۔

۷۷-۱۹۷۸ء کی رپورٹ یہ بھی کہتی ہے کہ اسلام ہمیں سادگی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ تو کیا آج تک اس حکومت یا پہلی حکومتوں نے سادگی کی طرف کوئی توجہ دی ہے بلکہ ہر چیز پر اخراجات بڑھے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ جو بڑے بڑے مکانات وزراء صاحبان یا صدر صاحبان بنا رہے ہیں اور ان کی تزئین پر جو کچھ خرچ کر رہے ہیں کیا وہ سادگی ہے اور جو کھانوں پر خرچ کیا

جاتا ہے وہ کیا سادگی ہے؟ میری یہ استدعا ہے کہ انہوں نے اتنی جو کوشش کی ہے ہم اس پر عمل کریں اور صحیح اسلامی راستے پر چل کر آگے بڑھیں۔ اگر ہم نے یہ نہ کیا تو ہم نے اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی۔ اسلام کے نعرے سے انہوں نے کچھ مقاصد تو حاصل کر لئے ہیں لیکن میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ساری عمر یہ نہیں چل سکے گا کہ اگر تمہیں اسلام پسند ہے تو ہم حاکم ہیں اور ہم آپ کے اوپر چڑھ آئے ہیں۔

<u>جناب چیئرمین</u>: بہت شکریہ۔ راحت سعید چھتاری صاحب۔

<u>جناب راحت سعید چھتاری</u>: حضور والا! گذشتہ روز میرے محترم و مکرم قاضی حسین احمد صاحب نے اس موضوع پر جو تقریر فرمائی تھی اس کے کچھ چھینٹے اس طرح مجھ پر پڑے کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید ہدف انہوں نے مجھے بنایا ہے اس لئے کہ میں نے پروفیسر خورشید احمد صاحب کی بینکنگ موشن کے اوپر جو تقریر کی تھی اس میں یہ گزارشات پیش کی تھیں کہ دوسرے اسلامی ممالک کے بعض فقہا نے ان چیزوں کو ربا کی حد سے نکال دیا ہے۔ میرے کہنے کا ہر گز یہ مقصد نہیں تھا کہ میں سود کو حلال کروانا چاہتا تھا۔ جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے آج مجھے یہ عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ میرے دو اکاؤنٹس ہیں اور دونوں کرنٹ ہیں۔ میں نے پی ایل ایس بھی نہیں رکھا ہے اس لئے کہ مجھے نہیں معلوم کہ وہ منافع ربا کی شرح میں آتا ہے کہ نہیں آتا اور یہ وجہ تھی کہ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ حکومت کو یہ چاہیئے کہ جید علماء کو تمام ممالک اسلام سے بلا کر ایک کانفرنس کرے اور اس میں یہ دیکھا جائے اور طے کیا جائے کہ کیا چیز کیا ہے۔ اس لئے کہ امت واحدہ کے لئے ایک واحد قانون ہونا چاہیئے کہ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ تک برابر اہمیت کا حامل ہو۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سچ ہے کہ میری عمر کی چوتھائی صدی یورپ اور امریکہ میں گزری ہے۔ یہ سچ ہے کہ میں نے مغربی ممالک سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے۔ لیکن الحمدللہ میرے مسلمان ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے اور آج آپ کی وساطت سے، ان لوگوں سے کہ جنہیں میرے مسلمان ہونے پر شک و شبہ ہے یہ عرض کرنے کی جراٗت کروں گا کہ

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو۔ دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں۔

الحمدللہ میں بہت کمتر ہوں۔ میں پریکٹسنگ مسلم ہوں، میں روزہ رکھتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں زکوٰۃ ادا کرتا ہوں، سود نہیں لیتا۔

[Sardar Khizar Hayat Khan]

میں نے اس رپورٹ کو دیکھا جو ۷۷ اور ۸۷ کی ہے اور آج کل ہمارے ایوان میں زیر بحث ہے۔ اس کے بارے میں مجھے کچھ چیزیں عرض کرنا ہیں۔ اسلام نے ایک طریقہ حیات امت کو عطا فرمایا ہے جس کی رو سے ہمارا ہر سانس اور ہر فعل عبادت ہے اور ہماری عبادت کا ہر پہلو ہماری زندگی ہے پہلی بات یہ ہے کہ زندگی اور عبادت کے امتزاج سے ایک معاشرہ قائم کیا گیا ہے اب جو صورت ہمارے سامنے پیش آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ ہم مذہب کے اصولوں کو water tight compartment میں بند کرنا چاہتے ہیں۔ جو یقیناً اسلام کی سپرٹ کے خلاف ہے۔ جو چیزیں ہمیں دیکھنی اور کرنی ہیں وہ یہ ہے کہ کس حد تک ہم اسلام کے اصولوں پر کاربند ہیں۔ اس بارے میں مجھے ایک' دو چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کرنا ہوں گی۔ مثال کے طور پر مسئلہ تبلیغ کا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ تبلیغ کرنے کے لئے وہ لوگ آئیں جو دینی مدارس سے تعلیم حاصل کر کے آئے ہیں۔ دینی مدارس نہ آج تک رجسٹرڈ ہوئے ہیں نہ دینی مدارس کا کوئی سلیبس یا کریکلم ریوائز کیا گیا ہے۔ حالانکہ دوسرے اسلامی ممالک میں' جامعہ ازہر کو لے لیجئے وہاں پر دس برس کے بعد سلیبس کو اور نصاب کو ریوائز کیا جاتا ہے تاکہ بدلے ہوئے حالات کی روشنی میں یہ دیکھا جا سکے کہ ہمارے احکامات کہاں کہاں کس کس طرح کام کر سکتے ہیں۔ تو ہمارے ہاں جو سارا قصہ ہے وہ یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کی آدھی آدھی آیتیں لے کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور یہ امید کرتے ہیں کہ امت جو ہے وہ ان آدھی آیات پر عمل کرے گی۔ مثال کے طور پر جہاں تک قرآن شریف کے پڑھنے کا تعلق ہے وہ یہاں آ کر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ جو اس کا و الحکمہ ہے اس پر عمل کرنے کی تکلیف نہیں گوارا کرتے۔ جب و الحکمہ کے اوپر ہمیں کام کرنا پڑتا ہے تو ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ انسان کے ذہن اور شعور کی بلوغت کے ساتھ ساتھ جو چیزیں ہمارے سامنے آئیں گی اس سے خالق حقیقی کی حکمت ہمارے سامنے آئے گی اس کو ہم سمجھ کر اپنے ایمان کو تازہ کریں گے۔ لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر علماء ہم سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑلو اعتصمو لیکن جو اسکا و الحکمۃ ہے نہ خود اس پر عمل کرتے ہیں نہ ہمیں عمل کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اور وہ ہے ولا تفرقو اسی طرح سے علماء ہم سے یہ کہتے ہیں اور ہماری نوجوان نسل کو یہ سمجھاتے ہیں کہ لاتقربو الصلوٰۃ لیکن اس کا جو اگلا حصہ ہے وہ نہیں بیان

کرتے کہ اگر اس حالت میں تم یہ سمجھ سکو کہ تمہارے منہ سے کیا الفاظ ادا ہو رہے ہیں تو نماز ادا کرنا۔

اسی طرح سے شادیوں کا مسئلہ ہے وہ یہاں تک کہتے ہیں کہ ایک، دو، تین اور چار شادیوں کی اجازت ہے اور جو اس کی مخالفت کرے وہ مسلمان نہیں ہے ایسا نہیں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ چار شادیوں کی اجازت اسلام نے کہاں دی۔ اس معاشرے میں دی تھی کہ جہاں عرب زمانہ جاہلیت میں بیویوں کو نعلین کہا کرتے تھے۔ اور ہزار ہا عورتیں ان کے ہاتھوں کے نیچے ہوتی تھیں وہاں انہوں نے چار شادیوں کی اجازت دے کر اس پر ایک حد لگائی ہے اور اس حد کے ساتھ یہ فرمایا کہ تم اگر انصاف نہ کر سکو تو ایک پر اکتفا کرنا بہتر ہے اور اس کی جو بنیاد ہے اس کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ۱۹۱۴ سے لے کر ۱۹۱۸ء تک چار برس عالمی جنگ رہی ہے، اس چار برس کے اندر war-bed سے یورپ بھر گیا تھا۔ اسلام کو سات سو برس تک جنگ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اگر اسلام نے یہ اجازت نہ دی ہوتی تو آپ دیکھتے کہ ہمارے معاشرے کا کیا حشر ہوتا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ہمارے عائلی قوانین جو ہیں یا جو فیملی لاز ہیں وہ نہ غیر اسلامی ہیں نہ غلط۔ میں آپ کو آج یہ بتا رہا ہوں کہ نویں ترمیمی بل میں جو پرسنل لاز اور فیملی لاز آ رہے ہیں میں انہیں اس لئے سپورٹ کروں گا کہ میرے نزدیک وہ عین اسلام ہیں۔ جہاں تک لڑکیوں کی تعلیم کا سوال ہے مجھے یہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ علم کا حصول مرد اور عورت پر برابر فرض کیا گیا ہے۔ آپ کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ آپ مردوں کو الگ اور عورتوں کو الگ تعلیم دے سکیں۔ لہٰذا الگ الگ یونیورسٹیاں کھول کر ان پر تعلیم کے دروازے بند کر دینا کہیں نہیں لکھا ہوا ہے۔ مخلوط تعلیم، اور بھی اسلامی ممالک ہیں کہ جہاں ہو رہی ہے میں پھر یہ عرض کروں گا کہ یہ معلوم کیجئے کہ وہاں جو مخلوط تعلیم ہو رہی ہے اس کا جواز کس بنا پر انہوں نے کس آیت اور کس حکم سے استنباط کیا ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے صرف پردہ لباس کا ہے تاکہ آپ کی عریانیت سامنے نہ آنے پائے اس کا کہیں حکم نہیں ہے کہ وہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتیں یا وہ زندگی میں وہ رول ادا نہیں کر سکتیں جو مرد اور عورت دونوں کے لئے بنایا گیا ہے۔

جناب والا! سب سے بڑی چیز ہے یہ ہے کہ نفاذ اسلام کی تو کوشش ہو رہی ہے لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ نفاذ اسلام نہیں ہو رہا اور جب تک نفوذ اسلام نہ ہو نفاذ اسلام کی ہر

[Mr. Rahat Saeed Chhatari]

کوشش رائیگاں ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ (عربی) انسانوں سے ان کی عقل کی حالت کے مطابق بات کرو۔ یہ عقل کا جو مسئلہ ہے یہ ہے کہ جس طرح mental revolution ہوتا چلا جا رہا ہے اس کو پیش نظر رکھ کر مسائل کو لوگوں کے سامنے پیش کرو تو وہ اس کو قبول کریں گے اور تدبر اور تفکر کی بار بار دعوت قرآن مجید میں دی گئی ہے۔ وہ اسی لئے دی گئی' اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی ذہنی بلوغت کے ساتھ اپنے رب کے حقائق کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ لیکن اس طرح کوئی چیز ہمارے نوجوانوں کے سامنے پیش نہیں کی جاتی۔ میں امید کرتا ہوں کہ صحیح طور پر اسلام کو نوجوانوں کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

Mr. Chairman: Minister for Religious Affairs was supposed to wind up the discussion.

جناب مقبول احمد خان صاحب۔

جناب مقبول احمد خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے نظریاتی کونسل کی رپورٹ بابت ۷۸۔۱۹۷۷ء پر بحث مکمل کرنے کا موقع عطا فرمایا اور میں ان معزز اراکین کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس رپورٹ پر بحث میں حصہ لیا اور اپنے جذبات و خیالات اور نظریات سے نوازا جناب والا! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس کے کامل اور مکمل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ یہ انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر نظر رکھتا ہے اور افراط و تفریط سے ہٹ کر ایک متوازن اور صحت مند نظام زندگی عطا کرتا ہے۔ ہماری بقاء اور کامیابی کا راز بھی اسلامی اصولوں پر کار بند رہنے ہی میں مضمر ہے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کا اولین مقصد دراصل اسلامی اقدار اور روایات کا احیاء تھا۔ لیکن بدقسمتی سے بہت عرصہ تک ہم اپنے مقصد سے بہت دور رہے ہیں۔ مملکت خداداد پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ۱۹۷۷ میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا آغاز سنجیدگی سے اور باضابطہ طور پر ہوا ہے اور ہم دور غلامی کے ان قوانین سے چھٹکارا حاصل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جنہوں نے ہمارے ذہنوں کو مسخ کر کے رکھ دیا تھا۔ میں اس بارے میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ہمارا معاشرہ کم و بیش دو صدیوں سے انگریزی قوانین پر عمل پیرا ہے۔ انگریزی تہذیب و تمدن کی خیرہ کن آب و تاب نے ہمارے قلوب و اذہان کو اس

[Mr. Maqbool Ahmad Khan]

قدر متاثر و مسخر کیا ہے کہ ہمارے بعض روشن خیال احباب جدید سماج کے تقاضوں سے اس طرح مغلوب ہو چکے ہیں کہ (خاکم بدہن) وہ اسلامی قوانین کی افادیت واہمیت کے بارے میں اندیشہ ہائے دور دراز کا شکار ہیں اور وہ یہ یقین کرنے کے لئے بھی تیار نہیں کہ ہمارا موجودہ معاشرہ اسلامی ضابطوں کا متحمل ہو سکے گا۔ اسلام سے عدم واقفیت نے ان کو ایسا مبہوت کر دیا ہے کہ وہ احیائے اسلام کی تحریک کو تاریخ کا پہیہ الٹا گھمانے سے تعبیر کرتے ہیں۔

جناب والا! دوسری ناقابل تردید بات یہ کہ ایک ایسی سوسائٹی اور معاشرہ جو کئی صدیوں تک ایک غیر مسلم قوم کے ہاتھوں غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر اپنا تشخص کھو چکا ہو جس کے غیر اسلامی بلکہ کافرانہ قوانین نے ان کی ذہنیت کو مسخ کر کے رکھ دیا ہو، غیر اسلامی تہذیب کے زہریلے اثرات اس کے رگ وپے میں سرایت کر گئے ہوں۔ غیر مذہبی رجحانات رسم ورواج اور عادات واطوار جسم ناتواں کو گھن کی طرح چاٹ کر اس سے زندگی کی آخری چمک بھی چھین چکے ہوں ایسے معاشرے سے یہ امید کرنا کہ وہ ان غیر مذہبی کافرانہ اور ملحدانہ نظریات اور رسم و عادات سے یکدم نکل کر اسلام کے اصول و ضوابط کے مطابق اپنے اطوار تبدیل کر دے۔ میرے نزدیک یہ ایک غیر منطقی استدلال ہی ہو سکتا ہے۔ جناب والا! اب بھی ہم اس قدر تہی دامن نہیں کہ اسلام کے زرین آفاقی اصولوں سے اپنی زندگیوں کو آراستہ نہ کر سکیں البتہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی قوم اور معاشرہ کی اسلامی خطوط پر تشکیل جدید ایک پیچیدہ اور نہایت نازک کام ہے۔ حقیقت میں یہ ایک ہمہ جہتی انقلاب لانے کے مترادف ہے۔ جناب والا! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب ہم آزاد مملکت کے باشندوں کی طرح آزادی کی سانس لے رہے ہیں اب اس راہ میں کوتاہی کرنا نہ صرف مقاصد پاکستان سے مذاق ہو گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ کر نہ نکلنے کا پیغام بھی ہو گا۔

جناب والا! یہ درست ہے کہ اسلامی نظام کا نفاذ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ نہ صرف حکومت کے لئے بلکہ تمام اہل وطن کے لئے، میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تمام اسلامی دنیا کی نظریں پاکستان پر مرکوز ہیں اور ہمارے اعمال وافعال کا بنظر غائر جائزہ لیا جا رہا ہے۔ اس لئے ہمیں نظام اسلام کے نفاذ میں بے حد دوراندیشی احتیاط پیش بینی اور حکمت کی ضرورت ہے۔ اسی بنا پر ہم نے میانہ روی توازن اور اعتدال کی راہ اپنائی ہے اور غیر ضروری

ضرر رساں عجلت کی بجائے تدریجی اور ارتقائی عمل کا محفوظ راستہ اختیار کیا ہے۔ جناب والا! یہ امر واقعہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد ہمارے وطن عزیز میں اسلام کو ایک سیاسی نعرے سے زیادہ پذیرائی نصیب نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی سابق حکومتوں میں سے کسی کو یہ سعادت مل سکی کہ وہ اسلام کے نفاذ کے لئے کام کر سکے یا ہمارے معاشرے کو اسلامی خطوط پر استوار کر سکے۔ الحمد للہ یہ سعادت صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان جنرل محمد ضیا الحق کو حاصل ہوئی۔ کہ انہوں نے پاکستان میں اسلامی معاشرے کی تشکیل و پرداخت کا آغاز کر دیا۔ اور مجھے یقین و اثق ہے کہ جس عمارت کی بنیادیں انہوں نے خلوص دل سے رکھی ہیں ہم ان پر ایک عظیم الشان عمارت عوامی تعاون سے کھڑی کرنے میں کامیاب و کامران ہوں گے۔

جناب والا! اس سے قبل کہ میں ان تمام نکات کا جو کہ کونسل کی رپورٹ میں درج ہیں جس کے بارے میں معزز اراکین نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے فرداً فرداً جواب دوں میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین کا یہ تاثر کہ نظریاتی کونسل کی سفارشات حکومت کے لئے حرف کل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان میں سے کئی ایک سفارشات سطحی ہیں۔ کئی ایک سفارشات موجودہ حالات میں ناقابل عمل ہیں۔ لہٰذا حکومت وقت نے جب یہ سفارشات ان کو پیش کی گئیں تو جو فوری طور پر قابل عمل سمجھی گئی اس پر عمل در آمد کیا۔ جناب والا! کچھ معزز اراکین نے ان سفارشات کو حرف کل تصور کرتے ہوئے حکومت کو نقطہ ہدف بنایا اور تمام اسلامی عمل کو اسلام کا استحصال گردانا ہے۔ کچھ معزز اراکین نے اس عمل کو عوام کے ان خوابوں اور تصورات کا قاتل قرار دیا جو صدیوں سے اسلام کے بارے میں قائم ہیں اور چند نے مارشل لاء حکومت کو غیر مخلص قرار دیا اور ان تمام عملی اقدامات کو جو پچھلے چند سالوں میں کئے گئے نہ صرف ناکافی قرار دیا بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔

جناب والا! میں نہیں کہہ سکتا کہ اس قسم کی نکتہ چینی ان کے اس جذبہ کی صحیح عکاسی کرتی ہے جس جذبے کے تحت اسلامی عمل کو دیکھنا چاہتے ہیں یا یہ نکتہ چینی ہمارے اس روائتی انداز کی مظہر ہے کہ ماضی میں کی گئی ہر چیز خراب ہے۔ مجھے یہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ کچھ اراکین ماضی میں ارباب اقتدار بھی رہے اور مجھ سے زیادہ وہ ان عوامل کو سمجھتے ہیں جو اسلامی عمل میں ماضی میں رکاوٹ تھے اور مستقبل میں بھی رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ اس وقت میں گزارش کروں

[Mr. Maqbool Ahmad Khan]

گا کہ پچھلے ۸ سالوں میں جناب صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی حکومت نے معاشرے کی تشکیل نو کے لئے اسلامی خطوط پر جتنا کام کیا ہے اس کی مثال پاکستان بننے کے بعد نہیں مل سکتی جناب والا! کیا ہم اس حقیقت سے چشم پوشی کر سکتے ہیں کہ پچھلے چند سالوں میں ختم نبوت کے عقیدے کے تحفظ کے لئے ملک کے باہر کیا کچھ نہ کیا گیا۔ کیا ہم اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ قوانین حدود برائے زنا، سرقہ، قذف اور شراب نوشی نافذ کئے گئے۔ کیا ہم اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ زکوٰۃ و عشر کا نظام نافذ کیا گیا۔ کیا ہم احترام رمضان المبارک کے قانون کے نفاذ سے منکر ہو سکتے ہیں کیا قانون شہادت نافذ نہیں ہوا، کیا ۲۶۷ ایسے قوانین جن کے بارے میں شریعت کورٹ نے ترامیم کرنے کے لئے کہا تھا ان میں سے ۲۲۱ قوانین میں کی گئی ترامیم سے انکار کیا جا سکتا ہے اور مزید بر آں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق ۸ قوانین کو منسوخ کر دیا گیا ہے اور مزید ۶ قوانین ترامیم کے مختلف مراحل میں ہیں اور کیا یہ معزز ایوان محتسب اعلیٰ کے قیام معاشرے کو اسلامی خطوط پر ڈھالنے کے لئے سرکاری دفاتر میں قیام صلوٰۃ، قومی لباس کی ترویج، تحفظ قرآن و آیات قرآنی کی تقدیس کے لئے کئے گئے اقدامات اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کا قیام، دینی مدارس کیلئے ناظمین صلوٰۃ کا تقرر، سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اندرون و بیرون ملک عام کرنے کے انتظامات، حجاج کرام کے مسائل کو حل کرنے کے انتظامات، مساجد کا احترام دینی مدرسوں سے پاس شدہ طلباء کو عام سکولوں و کالجوں کے طلباء کے برابر درجہ دینے کے انتظامات، ذرائع ابلاغ میں خاطر خواہ نظریاتی تبدیلی وغیرہ کے انتظامات سے انکار کر سکتا ہے۔ میں اپنا یہ فریضہ سمجھتا ہوں کہ۔ پچھلے ۸/۹ سالوں میں اسلام کی ترویج کے سلسلے میں جو کام ہو چکا ہے اس کا اعتراف کرتے ہوئے جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیا الحق کو خراج تحسین پیش کروں اور آئندہ کے لئے یہ سوچیں کہ اس عمل کو کس طرح سے تیز کر سکتے ہیں۔

ہمیں اس روایتی انداز کو بدلنا چاہئے کہ ماضی میں جو کچھ ہوا وہ خراب ہوا اور جو ہم کریں گے وہ سب کچھ ٹھیک ہو گا۔ وہ قومیں جو اپنے اسلاف کے کئے ہوئے اچھے کارناموں کو رد کر دیں اور برے کاموں سے سبق نہ سیکھیں ترقی نہیں کر سکتیں کیونکہ وہ اسی ادھیڑپن میں مبتلا رہتی ہیں اور ان کی سوچ چونکہ ماضی میں کئے گئے اقدامات کی نکتہ چینی میں مصروف رہتی ہے اس لئے وہ

آگے گامزن ہونے سے معذور ہو جاتی ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی آدمی کی آنکھیں تو سر کی پچھلی طرف لگا دی جائیں اور اس کو کہا جائے کہ وہ آگے کی طرف سفر کرے۔ جناب والا! میں ایوان سے بصد ادب عرض کروں گا کہ ہم اچھے کاموں کے لئے خراج تحسین ان تمام کارندوں کو جن کے ہراول دستے کے سپہ سالار صدر محمد ضیاء الحق ہیں پیش کریں۔ جنہوں نے اسلامی عمل کی ترویج میں حصہ لیا اور ان تمام عوامل سے سبق سیکھیں کہ ہم کہاں کہاں تمام تر کوشش کے باوجود ناکام ہوئے اور کس طرح اب اس عمل کو کامیاب کر سکتے ہیں۔

جناب والا! میں اب معزز اراکین کے اٹھائے ہوئے اعتراضات اور چند ایک اہم سفارشات میں اٹھائے گئے نکات کا جواب دوں گا جس میں ان کے مطابق حکومتی سطح پر کئے ہوئے اقدامات میں تشنگی پائی جاتی ہے۔ اقامت صلوٰۃ، یہ بات مسلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جن نیک بندوں کو زمین پر متمکن فرماتا ہے وہ اقامت صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیتے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کراتے اور کرتے ہیں۔ نماز اسلام کا رکن اول ہے جس کا حکم قرآن میں متعدد بار آ چکا ہے اور حضور علیہ السلام نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔ اقامت صلوٰۃ جو ایک اسلامی حکومت کا فرض ہے کی بجا آوری کے لئے اور لوگوں کو ادائے نماز کی تحریک کرنے کیلئے موجودہ حکومت نے ایک صدارتی حکم نامہ جاری کیا جسکے نتیجے کے طور پر تمام سرکاری دفاتر، تعلیمی اور غیر تعلیمی اداروں اور عوامی سطح پر نہایت خوش آئند اور خوشگوار نتائج سامنے آئے۔ لوگوں نے نماز کی ادائیگی واہتمام باقاعدگی سے شروع کر دیا ہے۔ اور ان میں تطہیر دین اور تطہیر عمل کا جذبہ نمایاں ہوا ہے۔

جناب والا! مجھے یہ بات کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ جہاں بھی سرکاری تقریبات منعقد ہوتیں ہیں وہاں نماز با جماعت کے لئے باقاعدہ صفوں اور خیمے کا انتظام ہوتا ہے اور تقریب میں شامل بیشتر حضرات نماز خوش دلی سے ادا کرتے ہیں۔ مجھے یہ بات اس معزز ایوان کے علم میں لاتے ہوئے مسرت محسوس ہوتی ہے کہ پاکستان میں جہاں کہیں بھی ٹاؤن پلاننگ ہو رہی ہے وہاں مساجد کے لئے مناسب قطعات اراضی مختص کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ریلوے سٹیشنوں اور ہوائی اڈوں پر نماز کا مناسب انتظام ہے۔ چنانچہ یہ کہنا غلط ہو گا کہ اس پر عمل نہیں ہو رہا۔ احترام جمعتہ المبارک کے سلسلہ میں، میں عرض کروں گا کہ

اس حکومت سے پہلے جمعہ کے روز سینماؤں میں میٹنی شو عام چلا کرتے تھے جن کی وجہ سے لوگوں کی نماز جمعہ قضا ہو جاتی تھی۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے تمام سینماؤں میں جمعہ کے روز میٹنی شو پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

جناب والا! نماز کے بعد اسلام کا مہتمم بالشان رکن زکوٰۃ ہے۔ جس سے نہ صرف اہل ثروت حضرات کے مال و زر میں برکت ہوتی ہے۔ بلکہ نادار اور افلاس زدہ انسانوں کی معیشت بھی مستحکم ہوتی ہے اور رضائے الٰہی کا حصول بھی ہوتا ہے۔ چونکہ اسلامی مملکت میں اقامت نماز کے بعد ایتائے زکوٰۃ کا فرض بھی حکومت پر عائد ہوتا ہے اس لئے جناب صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی ولولہ انگیز قیادت میں حکومت کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ اس ضمن میں زکوٰۃ و عشر آرڈیننس ۱۹۸۰ جاری کیا اور لاکھوں بیواؤں ناداروں اور افلاس زدہ انسانوں کی مدد کی اور آج الحمدللہ ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہزاروں نادار افراد معاشی لحاظ سے ٹھیک ٹھاک ہیں اور وصولی زکوٰۃ کا نظام ہم نے سوچ سمجھ کر اور بہت سے اصحاب الرائے کی آراء لے کر وضع کیا ہے اور پورے پاکستان میں لاگو ہے۔ اس وقت نفع و نقصان کے شراکتی کھاتوں اور تمام بچت کھاتوں سے زکوٰۃ وصول کی جا رہی ہے۔ ان کھاتوں میں فکسڈ ڈیپازٹس و مختلف قسم کے سرٹیفکیٹس، تجارتی کمپنیوں کے تمسکات اور ملازمین کے جی پی فنڈ سے بھی زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے۔ اس کے عمل در آمد میں کچھ خامیاں تو باقی ہیں لیکن اس حکم پر عمل ضرور ہو رہا ہے۔

جناب والا! جہاں تک احترام رمضان المبارک کا تعلق ہے یہ سعادت بھی اسی حکومت ہی کے حصہ میں آئی ہے کہ اس نے رمضان المبارک کی تعظیم و تکریم کے سلسلہ میں ایک آرڈیننس جاری کیا ہے جس کی رو سے اس مقدس مہینے کے احترام اور تعظیم میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ اس ضمن میں ضلعی انتظامیہ موثر کارروائی کرتی ہے۔

جناب والا! حج بیت اللہ، اسلام کا ایک عظیم الشان رکن ہے جو ہر صاحب استطاعت بالغ مسلمان پر عمر میں ایک بار فرض ہے۔ جن حضرات نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی ہے وہ جانتے ہیں کہ حج ایک نہایت کٹھن اور صبر آزما عبادت ہے۔ حج ایام میں میزبان حکومت کوشش کرتی ہے کہ اقصائے عالم سے آئے ہوئے عازمین حج کی خلوص سے خدمت کی جائے اور ان کے مناسک کی ادائیگی میں آسانی پیدا کی جائے۔ حج بیت اللہ کے لئے استعمال

ہونے والے پاسپورٹوں پر ۱۹۷۳ء سے پہلے تو مستورات کی تصویر چسپاں نہیں کی جاتی تھی لیکن جب چند عاقبت نااندیش لوگوں نے حکومت سعودیہ کو چند مسائل میں الجھانا چاہا تو انہوں نے اس کے سدباب کے لئے تصویر چسپاں کرنے کی پابندی عائد کر دی۔

جناب والا! ان اقدامات کے علاوہ حکومت نے احترام شعائر دین کے سلسلے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور صحابہ کرام اور شعائر دین کی عظمت و احترام کے لئے تعزیرات پاکستان اور ضابطہ فوجداری میں ترامیم کیں جس کے تحت شعائر دین کی بے حرمتی اور اہل بیت اور صحابہ کرام کی توہین کو باقاعدہ تعزیری جرم قرار دیا گیا ہے۔

جناب والا! نظام قانون و عدل کے سلسلے میں حکومت کی یہ پر خلوص خواہش رہی ہے کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور جلد سے جلد سستا انصاف میسر آئے۔ اس ضمن میں حکومت نے قاضی کورٹس کے قیام کا فیصلہ کیا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ضمن میں جلد سے جلد موثر اقدامات کئے جائیں گے۔ لیکن نظام قانون و عدل کی راہ میں مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ وہ عوامل مزاحم ہیں جو اسلامی نظام عدل کو سمجھ نہیں سکے کیونکہ اس طرح قاضی کورٹس کے قیام کے بعد سستا اور موثر انصاف میسر ہو جائے گا اور عام عمل دخل کم ہو جائے گا۔ اس ضمن میں مجھے افسوس ہے کہ ہمارے کچھ صاحب الرائے حضرات وقتاً وفوقتاً ایسے بیانات دیتے رہتے ہیں کہ قاضی عدالتوں کے قیام کے بعد عام آدمی کو حصول انصاف میں مشکلات پیدا ہوں گی اور دوسری مشکل یہ ہے کہ حکومتی اداروں نے بھی ابھی تک اسلامی نظام کا صحیح منشا نہیں سمجھا۔

جناب چیئرمین! فحاشی اور عریانی کے انسداد کے لئے بھی حکومت کی کوششیں قابل ستائش ہیں۔ فحاشی اور عریانی جیسا کہ ہم سب کا مشاہدہ ہے فحش لٹریچر، کتابوں، رسالوں، مجلوں، فلموں، مجسمہ سازی، بت گری، تصویر کشی، اشتہارات اور نام نہاد ثقافتی سرگرمیوں سے پھیلتی ہے۔ اس ضمن میں حکومت نے پریس اینڈ پبلیکشنز آرڈیننس جاری کیا ہوا ہے اور ایسے تمام لٹریچر کی درآمد اور اشاعت پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ حکومت نے ذرائع ابلاغ کا رخ حتی المقدور درست کرنے کی کوشش کی ہے۔ ٹی وی سنسر بورڈ اور ایڈیٹوریل پینل تشکیل دیئے گئے ہیں اس کے باوجود اس سیلاب کو روکنا مشکل ہے۔ بہرحال میں یہ عرض کر دینا

ضروری سمجھتا ہوں کہ ٹی وی کے پروگراموں کے بارے میں پالیسی وضع کرتے وقت ہمیں اس بات کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے کہ یہ پروگرام اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے دلچسپ بھی ہوں تاکہ وی سی آر اور قریبی ملکوں کے پروگراموں کی طرف میلان نہ ہو۔ اس ضمن میں، معزز ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں انفرادی اور اجتماعی طور پر اس اہم کام کا آغاز کریں جس سے فحاشی اور عریانی کا عملاً قلع قمع ہو سکے۔

جناب والا! اللہ کا فضل ہے کہ ملک میں حدود نافذ ہو چکی ہیں اور ان پر فیصلے صادر کرنے کے لئے قاضی عدالتیں بھی عنقریب قائم کر دی جائیں گی اور قصاص و دیت کا قانون بھی عنقریب اس معزز ایوان کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ میں پر امید ہوں کہ قاضی کورٹس کے قیام سے ہمارے قانون و عدل میں قابل قدر اور خوشگوار تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔ ہمارے ملک کے کئی گوشوں میں پڑھے لکھے حضرات عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کا مطالبہ بڑی شد و مد سے کرتے ہیں۔ میرے ناقص علم کے مطابق یہ انگریزوں کا نظریہ ہے۔ اسلام میں تو زندگی ہے ہی ناقابل تقسیم۔

جناب والا! پولیس ایک ایسا ادارہ ہے جس سے ملک میں امن وامان اور شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کا کام لیا جاتا ہے۔ لہٰذا بجا طور پر پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی سفارشات پیش کی گئیں۔ یہ غلط ہے کہ حکومت نے پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ان سفارشات پر عمل نہیں کیا۔ بلکہ پولیس کے تربیتی اداروں کے نصاب میں اسلامیات کی تدریس شامل کی گئی۔ ان کے لیئے ریفریشر کورسوں کا اہتمام کیا گیا۔ ریڈیو اور ٹی وی پر پولیس ملازمین کی اصلاح کے پروگرام نشر کئے گئے۔ تمام تھانوں میں اور پولیس کے دفاتر میں پولیس کے فرائض سے متعلق آیت قرآنی اور احادیث آویزاں کی گئیں۔

جناب چیئرمین! معزز اراکین اسلامی نظریاتی کونسل نے ملکی معیشت کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کی جو سفارش کی ہے اس ضمن میں اللہ کے فضل و کرم سے کافی تسلی بخش کام ہو چکا ہے۔ ملک میں تمام قومیائے گئے بنکوں میں بلا سود بنکاری کی شاخیں کھول دی گئیں این آئی ٹی، آئی سی پی اور ایچ بی ایف کے لین دین کو سود سے پاک کر دیا گیا ہے۔ سرکاری ملازمین میں گریڈ ایک سے پندرہ تک بلا سود قرضے دیئے جاتے ہیں اور ملک میں زراعت کے فروغ کے لئے

چھوٹے کاشتکاروں کو بلا سود قرضے دیئے جاتے ہیں اور سکونتی مشکلات کو کم کرنے کے لئے اور فلاحی معاشرے کے قیام کے لئے اربن افیئرز ڈویژن کی رپورٹ اور بین الصوبائی کانفرنس کے فیصلوں کی روشنی میں صوبائی حکومتیں کچی آبادیوں کے قابضین کو مالکانہ حقوق دے رہی ہیں۔

جناب والا! جہاں تک ملک میں نظام تعلیم کو بہتر سے بہتر بنانے کا مسئلہ ہے میں عرض کروں گا کہ حکومت نہایت خلوص اور جذبہ خدمت قوم کے تحت کوشش کر رہی ہے کہ نظام تعلیم اور نصاب اس طرز کا ہو کہ اس کا مقصد خالی حصول معاش نہ ہو بلکہ تکمیل ذات 'اعلیٰ انسانی اوصاف کا حصول اور ملک وملت کی خدمت ہو۔ چنانچہ نظام تعلیم کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے ہر علم وفن کے نصاب کو اس طرز پر ڈھالا جا رہا ہے کہ اس میں اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کے افکار ہر علم وفن میں سموئے جاسکیں۔ کوشش یہ کی جارہی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کے مطابق وزارت تعلیم ایک ایسا نصابی کمیشن مقرر کرے جو ان تمام تقاضوں کو پورا کرے۔ یہ بات نہایت خوش آئند ہے کہ پرائمری سکولوں سے لے کر کالج کی سطح تک وزارت تعلیم کی پالیسی کے تحت اسلامیات کی تدریس تمام تعلیمی اداروں میں لازمی قرار دی جاچکی ہے۔ ناظرہ قرآن حکیم کی تدریس کا اہتمام ہے۔ ناظرہ قرآن کے پڑھنے کے بعد ہی قرآنی تعلیمات سمجھنے کی باری آسکتی ہے۔ لہٰذا یہ نکتہ چینی کہ صرف قرآن کو پڑھنے تک محدود کیا گیا ہے مناسب نہیں ہے۔ قرآنی زبان عربی کی ترویج کے لئے اسے چھٹی جماعت سے لازمی مضمون کی حیثیت حاصل ہے اور اساتذہ کے تقرر کے وقت حتی المقدور کوشش کی جارہی ہے کہ ان کی علمی اور ذہنی قابلیت کو مدنظر رکھا جائے۔

جناب والا! ہمارے ہاں مدت سے ایک اضطراب اور بے چینی تھی کہ دینی مدارس میں زیر تعلیم طلباء کی اسناد جو وہ سات سے چودہ سال کی مدت میں حاصل کرتے ہیں ان کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ اب اس اضطراب کو ختم کرنے کے لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے جس کی رو سے چاروں وفاق المدارس کے فارغ التحصیل طلباء کی اسناد کو ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا جائے۔ ملک میں شرح خواندگی کے سلسلے میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ خواندگی کی شرح کو بڑھانے کے لئے تعلیم بالغاں کے لئے وزارت تعلیم کے زیر انتظام ملک گیر مہم کا آغاز کیا جاچکا ہے اور اس سلسلے میں باقاعدہ خواندگی کمیشن کام کر رہا ہے۔ اس نے تمام ملک میں جگہ جگہ ابتدائی تعلیم کے مراکز قائم کئے ہیں۔ قرآنی تعلیم اور اسلام

کے بارے میں ابتدائی معلومات کے سلسلہ میں حکومت نے مکتب سکیم کا اجراء کیا ہے چنانچہ ملک کی بہت سی مساجد میں بالخصوص دیہاتی علاقوں میں یہ سلسلہ نہایت خلوص سے جاری ہے اور ہزاروں بلکہ لاکھوں بچے اور بچیاں زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

جناب والا! پرچم ہر قوم کی پہچان ہوتی ہے اور اس لئے اس کی ساخت رنگ اور نمونے مختلف ہوتے ہیں۔ حضور ؐ کی احادیث سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ جھنڈا غیر مسلم رہتا ہے جب تک اس پر کلمہ طیبہ نہ لکھا جائے۔ مسلم امہ پہلی صدی ہجری کے بعد مختلف جغرافیائی حدود، خلافتوں اور امارتوں میں تقسیم ہو گئی اور اسی بنا پر ان کے جھنڈے بھی الگ الگ ہو گئے۔ خلافت بغداد کا علم اور تھا اور خلافت قرطبہ کا اور۔ اور خلافت فاطمیہ کا دونوں سے الگ تھا۔ لیکن اس کے باوجود یہ تینوں اسلامی پرچم تھے۔ موجودہ جھنڈا ہماری قومی تحریک کا حصہ، ہمارا سرمایہ، ہمارا اثاثہ ہے اور ہماری روایات اور تشخص کا نشان ہے۔ اچھی اور زندہ قومیں اپنی روایات، تشخص اور اپنی اقدار کو برقرار رکھتی ہیں اس میں کسی قسم کی تبدیلی ہمارے یقین، عزم اور عمل پیہم میں تزلزل پیدا کرنے کے مترادف ہو گی۔

وزارت مذہبی امور کی ہمیشہ سے یہ ہی کوشش رہی ہے کہ مختلف اداروں کو فعال بنایا جائے اور اس کے تحت علماء کرام سے اصلاح معاشرہ کا زیادہ سے زیادہ کام لیا جائے۔ الحمد اللہ علماء کرام اپنی مقدور بھر کوشش اس ضمن میں کر رہے ہیں۔ ان کی مدد کے لئے وزارت مذہبی امور نے صدر مملکت کے حکم نامہ کی تعمیل میں خطبات جمعہ کے نام سے ایک کتاب تالیف کی ہے۔ یہ خطبات ملک کے ممتاز دانشوروں اور علماء کرام کی مدد سے ترتیب دیئے گئے ہیں جن میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ ان کی زبان سادہ اور عام فہم ہو اور مواد صحیح واقعات اور حقائق پر مبنی ہو۔ نیز اس چیز کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ خطبات میں کسی قسم کا فرقہ ورانہ مواد نہ ہو جس سے کسی مسلمان کے دل کو ٹھیس پہنچتی ہو۔ بلکہ اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ صرف ایسا مواد ہی ان خطبات میں شامل کیا جائے جس پر تمام مسالک فکر کا اتفاق ہو اور اصلاح معاشرہ کے لئے ممد و معاون ہو۔ جناب والا۔ جہاں تک نادار رشتہ داروں کی کفالت کے قانون کا تعلق ہے اس میں شک نہیں کہ ایسا قانون بہت پہلے لاگو ہو جانا چاہئے تھا لیکن اس میں سب سے بڑی رکاوٹ اب تک جو رہی ہے وہ یہ ہے کہ اس پر کس طرح عمل کرایا جائے۔ موجودہ وقت میں معاشرہ پرانے رشتہ داری کے بندھن سے کسی حد تک آزاد ہو گیا ہے۔ متمول حضرات کی اپنے

قبیلہ اپنے گاؤں اور اپنے علاقہ میں بہت کم آمد ہے۔ کوئی کراچی میں ہے تو کوئی لندن میں۔ عاقلہ کا تصور سرے سے مفقود ہے۔ لہٰذا ایسا قانون جو اس قانون کی طرح ہو جو انسداد گداگری کے لئے بنایا تھا صرف کتابوں تک رہ جائے گا جب تک کہ اس پر عمل کرانے کی راہیں اختیار نہ کی جاویں۔ اس پر کام ہو رہا ہے اور انشا اللہ اس قسم کا قانون ایوان کے سامنے ضرور پیش ہو گا۔

جناب چیئرمین! آخر میں میں معزز ایوان کے سامنے نفاذ اسلام کے سلسلے میں جو چند مشکلات پیش آ رہی ہیں وہ پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ معزز ایوان حکومت کی مدد کر سکے۔ ہمارے عوام نفاذ اسلام کو حکومت کی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس کو اپنے اوپر بھی نافذ کرے اور اسلامی اقدار کو ہر دوسرے مسلمان تک بھی پہنچائے اور اسے اپنا ایک فریضہ خیال کرے۔ جب تک عوام اور حکومت اسلامی معاشرہ کی تدوین میں مل جل کر کوشش نہیں کرتے ہماری تمام کوششیں ایک طرف دھری رہ جائیں گی اور نتائج تسلی بخش نہیں ہوں گے۔ بنیادی رکاوٹ کا ذکر میرے ایک فاضل دوست کی تقریر سے عیاں ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہی سوچ موجودہ مغربی تعلیم یافتہ طبقے کی نشان دہی کرتی ہے۔ اگر ہمیں ۱۴۰۰ سال کے بعد بھی یہ معلوم نہیں کہ اسلام اور اسلامک آئیڈیالوجی کیا ہے تو پھر یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی سورج کے بارے میں پوچھے کہ سورج کیا ہے۔ قرآن اور حدیث کے مطابق خدا اور رسول پر ایمان لانا اور خدا کی بندگی اور رسول کی اطاعت کرنا نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور تمام قانونی معاشرتی معاشی اور اخلاقی اصولوں پر کاربند ہونا یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا اسلام ہے اسلام کا معاشی فلسفہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب رسول اکرمؐ نے یہ فرمایا کہ ابن آدم کے لئے تین چیزوں کے سوا اور کسی چیز کا حق نہیں فرمایا رہنے کے لئے مکان تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا اور کھانے کے لئے سوکھی روٹی کے چند لقمے اور پینے کے لئے پانی۔ سورۃ مومنون میں قرآن نے مسلمانوں کا نشان عمل نمازوں میں خشوع و خضوع لغو باتوں سے احتراز کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اپنی امانتوں اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہونا اور نماز قائم کرنا قرار دیا۔ معاشی میدان میں اسلام کا بنیادی اصول سود نہ دینا اور لینا بھی قرار دیا۔

جناب والا! کیا ہم ان تمام چیزوں کے باوجود انکار کر سکتے ہیں کہ اسلامی آئیڈیالوجی کیا

ہے یا اگر چند علمائے کرام مسلک کسی چیز کی تشریح کے بارے میں مختلف آراء رکھتے ہیں تو اس سے بنیادی چیزیں بدل نہیں جاتیں۔ حقیقتاً تشریح میں یگانگت نہ ہونا کسی فلسفہ یا ترویج کے زندہ اور ترقی یافتہ ہونے کی دلیل ہے۔ بات دراصل اسلامی آئیڈیالوجی سے ناواقفیت کی نہیں بلکہ ذہنی تضاد کی ہے جس میں مغربی سوچ ہمیں اللہ اور اس کے قانون پر غیر متزلزل اعتماد سے باز رکھتی ہے۔ دوسرے نمبر پر ہماری مطمع نگاہ کا تضاد ہے ہر آدمی اسلام کا نام صرف اسلامی معاشرہ کے نتائج حاصل کرنے کے لئے تو لیتا ہے لیکن اسلامی معاشرہ کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے وہ اسلام کی عائد کردہ پابندیوں سے گریز کرتا ہے۔ اس میں سب سے بڑا تضاد ان تعلیم یافتہ لوگوں کی سوچ میں ہے، جو مغربی تہذیب اور معاشرہ میں رہ کر سوچتے ہیں اور نتائج کی توقع اسلامی معاشرہ کی رکھتے ہیں چونکہ یہ طبقہ ہمارے معاشرہ کی ریڑھ کی ہڈی ہے لہٰذا ان کی سوچ میں اس ہم آہنگی کے فقدان کی وجہ سے نفاذ اسلام میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ ضروری ہے کہ آئمہ کرام علما حضرات دانش اور ذرائع ابلاغ سب کے سب اپنی سوچ بدلیں اور جو بات ہم اپنے لئے موزوں سمجھتے ہیں وہ دوسرے کے لئے بھی پسند کریں۔ اگر معاشرہ کے لئے خاطر خواہ نتائج حاصل کرنے ہیں تو پھر سب کو اپنی سوچ بدلنی ہوگی۔

ہماری مساجد جو کہ اسلام میں ایک مرکزی حیثیت رکھتی تھیں وہ اختلافات کا مرکز بن گئی ہیں۔ چاہئے تو یہ کہ خانہ کعبہ کی طرح ہر مسجد میں ہر فرقہ و مسلک کے لوگ ایک جماعت کی شکل میں نماز ادا کریں لیکن قدم قدم پر فروعی اختلافات کی بنا پر مختلف مساجد کی موجودگی معاشرہ کے اندر نفاذ اسلام کے سلسلے میں ممد ثابت نہیں ہو رہی ہے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اس سنہری اصول پر عمل کریں کہ اپنے عقیدہ اور مسلک کو نہ چھوڑیں اور دوسرے کے عقیدے اور مسلک کو نہ چھیڑیں اور فقہ کے اندر فروعی اختلافات کو ہوا نہ دیں۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں میں یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ حکومت اپنی سطح پر ہر ممکن اقدام کر رہی ہے چنانچہ علماء کرام میں یگانگت اور یکجہتی پیدا کرنے کے لئے گذشتہ سالوں میں حکومت نے مختلف علماء و مشائخ کنونشن، نفاذ اسلام کنونشن اور سیرت کانفرنسوں کے انعقاد کا اہتمام کیا۔ بہرحال چونکہ یہ ہم سب کا مشترکہ مقصد ہے لہٰذا میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین جن میں بڑے جید علماء وکلاء تاجر اور صنعت کار حضرات موجود ہیں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ نفاذ اسلام کو مکمل کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے مزید

اقدامات کے سلسلے میں اپنے قیمتی مشوروں اور تجاویز سے نوازیں میں اس ضمن میں حکومت کی طرف سے اس معزز ایوان کو ہر قسم کی دامے ' درمے ' سخنے تعاون کی پیش کش کرتا ہوں اور یقین دہانی کراتا ہوں کہ آپ کی پیش کردہ تجاویز کی مکمل پذیرائی کی جائے گی۔

اسلامی معاشرہ کی ترویج کے عمل کا تجزیہ کرنے میں ہمیں یہ بھی سوچنا ہو گا کہ اس ملک کی ہیئت ترکیبی کیا ہے۔ پاکستان کا وجود کس طرح عمل میں آیا۔ یہاں پر اسلام کس طرح پھیلا ' کن عوامل کی وجہ سے ہندوؤں نے اسلام قبول کیا اور ہم مسلمانوں نے ہندوؤں کی اکثریت کے درمیان بطور مسلم کے نہ صرف اپنا تشخص برقرار رکھا بلکہ اسلام کا بول بالا کیا۔ کیا یہ سب کچھ ممکن تھا اگر مسلمان متحد نہ ہوتے صحیح بات تو یہ ہے کہ انگریز نے اسلامی وحدت کو ختم کرنے کے لئے سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں مختلف نظریات کو فروغ دیا۔ یہ نظریات دینی حلقوں میں بھی۔ رائج ہوئے اور معاشرہ میں بھی۔ اگر ہمیں صحیح سمت میں سفر کرنا ہے تو پھر ہمیں وہ دینی اور سماجی وحدو اپس لانا ہو گی جو فرقوں سے پاک اور صرف قرآن و سنت کی بنیاد پر قائم ہو۔

اجتہاد کیا تھا حضرات۔ میرے ایک معزز دوست نے اجتہاد پر زور دیتے ہوئے یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام میں بنیادی طور پر انجماد آچکا ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم ان ہی تشریحات کو مانیں جو آج سے ہزاروں سال پہلے کی گئیں جب کہ انسانی ذہنی ارتقاء بدستور جاری ہے۔ ذرائع ابلاغ میں زبردست انقلاب آچکا ہے۔ میں عرض کر دوں کہ اسلام میں اجتہاد پر ہمیشہ عمل ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا کیونکہ اس کی بنیاد قرآن کریم کی اس آیت پر ہے۔

" اور وہ لوگ جو ہمارے راستے میں جدوجہد کرتے ہیں ہم انہیں ضرور راستہ دکھاتے ہیں '' اجتہاد اور ذاتی رائے میں بہت فرق ہے۔ مغربی طرز معاشرت میں ذاتی رائے کو مقدم رکھ کر آزادی افکار کے نام پر شیطانیت کو جنم دیا جاتا ہے۔ اسلام میں ذاتی آراء کو اجتہاد کے ذریعے ایک منطق میں سمویا جاتا ہے۔ چنانچہ اجتہاد کے اصول وضع کئے گئے مثلاً بنیادی باتوں پر اجتہاد نا قابل قبول ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم اللہ کی ذات اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت پر اجتہاد کریں تو ایسا ہی ہے کہ کوئی یہ کہے کہ آؤ اپنی ولدیت پر اجتہاد کریں لیکن جو امور قابل اجتہاد ہیں ان پر قرآن و سنت کی روشنی میں اور مجتہدین کے وضع کئے ہوئے اصولوں کی روشنی میں اجتہاد کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ امت کی ایک مستقل ضرورت اور ذمہ داری ہے حضرت

علامہ اقبال نے بھی اس کاذکر کیا ہے اور مجتہدین وقتاً فوقتاً اجتہاد کرتے رہے ہیں اور ایسے اجتہاد کادروازہ کبھی بند نہیں ہوا۔

جناب والا! معزز اراکین مجھ سے اتفاق کریں گے کہ جیسے دس سال کا بچہ فن سپہ گری میں اجتہاد نہیں کر سکتا، جیسے ایک ان پڑھ ڈاکٹری کے اصول وضع نہیں کر سکتا، قصاب سرجری کے اصول وضع نہیں کر سکتا۔ ایک عام سائنس دان اٹامک بم کے بنانے پر اجتہاد نہیں کر سکتا اسی طرح اسلام میں بھی اجتہاد کرنے کے لئے وہ شرائط جس میں دینی ودنیوی تعلیم، قرآن وسنت پر عبور اور اسلامی روح سے واقف ہونا ضروری ہے۔ تاکہ اجتہاد کو ظن وتخمین کا تختہ مشق نہ بنالیا جائے۔ ان مفروضات کے ساتھ میں جناب ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: This brings us to close the discussion on the Report of the Council of Islamic Ideology for the 1977-78. May I now request the honourable Minister to move to the next item on the agenda.

PRESENTATION AND DISCUSSION OF THE REPORTS OF THE COUNCIL OF ISLAMIC IDEOLOGY RELATING TO THE YEARS 1978-79 TO 1983-84.

جناب مقبول احمد خان: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی مندرجہ ذیل رپورٹوں کو اس معزز ایوان میں زیر بحث لایا جائے؟

۱۔ رپورٹ بابت سال ۱۹۷۸ - ۷۹ء

۲۔ رپورٹ بابت سال ۱۹۸۰ - ۸۱ء

۳۔ رپورٹ بابت سال ۱۹۸۱ - ۸۲

۴۔ رپورٹ بابت سال ۱۹۸۲ - ۸۳

۵۔ رپورٹ بابت سال ۱۹۸۳ - ۸۴ء

جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان کے سامنے اسلامی نظریاتی کونسل کی ۱۹۷۸ - ۷۹ء تا ۱۹۸۳ - ۸۴ کی رپورٹوں پر بحث کا آغاز کرنے کا موقع دیا۔ ابھی ابھی ایوان نے اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ برائے سال ۱۹۷۷ - ۷۸ء پر بحث مکمل کی ہے اور اس ضمن میں میں نے تفصیلی طور پر اپنی گزارشات معزز ایوان کے سامنے

پیش کی ہیں۔ اس لئے میں کوئی طویل تقریر کرنا نہیں چاہتا۔ مختصراً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے جیسے جیسے یہ رپورٹیں حکومت کو پیش کیں۔ وزارت مذہبی امور انہیں متعلقہ وزارتوں اور صوبائی حکومتوں کو برائے عمل در آمد بھیجتی رہی ہے۔

جناب والا! اگرچہ یہ آئین کا تقاضا نہیں کہ ان رپورٹوں کے ساتھ ان پر عمل در آمد کا جائزہ بھی ایوان میں پیش کیا جائے لیکن معزز ایوان کی سہولت کے لئے ہم نے ۷۹۔۱۹۷۸ تا ۸۲۔۱۹۸۱ کی سالانہ رپورٹوں پر عمل در آمد کا جائزہ بھی معزز اراکین کو پیش کر دیا ہے۔ باقی رپورٹوں پر عمل در آمد کی کیفیت کا جائزہ بھی عنقریب پیش کر دیا جائے گا۔ اس میں تھوڑی سی تاخیر ناگزیر وجوہات کی بنا پر ہوئی ہے۔ کیونکہ اس بارے میں صوبائی حکومتوں اور متعلقہ وزارتوں سے تازہ ترین صورت حال کے متعلق معلومات حاصل کرنا ہوتی ہیں۔ اس مرحلہ پر میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے حکومت کو اپنی سفارشات کے علاوہ بعض استفسارات پر بھی ماہرانہ رائے پیش کی ہے لیکن چونکہ یہ آراء مختلف وزارتوں اور محکموں کے وقتی طور پر زیر غور معاملات سے متعلق تھیں لہٰذا ان پر عمل در آمد بھی متعلقہ وزارتوں کا فرض تھا۔

جناب چیئرمین! چونکہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رپورٹوں میں بعض موضوعات پر اپنی سفارشات ایک سے زیادہ سالانہ رپورٹوں میں پیش کی ہیں اس لئے ان رپورٹوں پر سال وار بحث کرنا مناسب نہیں ہو گا اور جیسا کہ جناب چیئرمین نے فیصلہ فرمایا ہے کہ ان سفارشات کو موضوعات کے لحاظ سے زیر بحث لایا جائے تاکہ ہر موضوع پر سیر حاصل بحث ہو سکے اور متعلقہ وزرا بھی اپنے نقطہ نظر سے اس معزز ایوان کو آگاہ کر سکیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی سفارشات کو مندرجہ ذیل موضوعات کے تحت ترتیب دیا ہے اور ان ہی موضوعات پر بحث کی جا سکتی ہے۔

۱۔ عقائد و عبادات۔ اس ضمن میں بہت اہم سفارشیں احترام آیات قرآنی اور قادیانیوں کو شعائر اسلامی کو استعمال کرنے سے قانونی ممانعت کے متعلق ہیں۔

۲۔ نظام قانون و عدل کے سلسلہ میں زیادہ اہم سفارشات مسودہ قانون قصاص و دیت، انصاف کو سہل اور سستا بنانا مستقل لا کمیشن کا قیام اور رائج الوقت قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا شامل ہیں۔

[Mr. Maqbool Ahmad Khan]

۳۔ نظام معیشت۔ اس بارے میں زیادہ اہم سفارش بلا سود بنک کاری کا اجراء اور معاشرہ سے سود کی لعنت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنا شامل ہے۔

۴۔ نظام تعلیم۔ اس سلسلے میں زیادہ اہم سفارش مخلوط تعلیم کے خاتمہ سے تعلق رکھتی ہے۔

۵۔ طرز معاشرت۔ اس ضمن میں اہم سفارشات اسلامی اقدار کی ترویج کے لئے تربیتی پروگرام کا خاکہ اور رقص و موسیقی کی محفلوں کی ممانعت سلائی کی دوکانوں پر خواتین درزیوں کا تقرر شامل ہیں۔

۶۔ نشرو اشاعت۔ اس بارے میں اہم سفارشات فحش کیسٹوں کی فروخت اور خواتین کے بے جا نمائش شامل ہے۔ آخر میں معزز ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ان سفارشات پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: The following reports of the Council of Islamic Ideology may now be discussed :

Report for the year 1978-79

Report for the year 1980-81

Report for the year 1981-82

Report for the year 1982-83

Report for the year 1983-84

As was decided in one of our previous sittings, these reports have to be taken up collectively and to the extent possible, subject-wise. The subject-wise distribution has just now been enunciated by the honourable Minister and, I hope, if this is acceptable to the House, then discussion can proceed on this basis. We will have to agree on when the discussion should start and perhaps it will have to be from tomorrow. We have two other motions today, on the agenda and there is enough time to finish those. So, I think, we will take up these now. From tomorrow onwards, we can proceeded with

the discussion on the reports of the Council of Islamic Ideology starting with 'Aqaaid & Abadat' which is the first subject.

Mr. Javed Jabbar: Sir, each Member who wishes to speak on the first section will cover the Reports section by section as each speaker cannot cover all six sections in one go......

Mr. Chairman: He can do actually as he wishes. Either one subject at a time or collectively, as he pleased. But I think, it will be more convenient if we start the discussion subject-wise. It will be more meaningful. But the Member, who speaks on one subject, would be entitled to speak on other subjects also, if he so wishes.

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, point of order. May I just, through your courtesy, ask the Minister whether he is truly sincere in wanting a discussion because in his summing up one detects a consistently hostile and suspicious note towards any dissenting view point. (interruptions).

Mr. Chairman: I think, Members are entitled to express their views and this is no point of order. We have, on the Order of the Day, a motion under Rule 56 by Syed Abbas Shah. Now, under the rules, half an hour is to be devoted to this. This is something which arises out of the response of the Government to question No. 183 which was put on the 8th of December, 1985.

Syed Abbas Shah Sahib.

سید عباس شاہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ' جناب چیئرمین شکریہ ' موشن انڈر رول ۵۶ کے مطابق ۸ دسمبر کو میں نے چند سوالات وزیر تعلیم صاحب کو پیش کیے تھے۔ اس کے جواب میں..........

جناب چیئرمین : یہ جو مضمون ہے وہ آپ پڑھ دیجئے۔

MOTION UNDER RULE 56 *RE*: NON-FIXATION OF REGIONAL QUOTA FOR ADMISSION OF STUDENTS TO THE INSTITUTE OF BUSINESS ADMINISTRATION KARACHI.

Syed Abbas Shah: Non-fixation of regional quota for admission of students to the Institute of Business Administration, Karachi particularly for students from NWFP and Baluchistan.

جناب چیئرمین: اس پر اب بحث کا آغاز کیجئے۔

سید عباش شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب والا! انسٹی ٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن کراچی، پاکستان میں ایک اعلیٰ ترین ادارہ ہے اور اس ادارے کو قائم کرنے کیلئے امریکن یونیورسٹی کیلیفورنیا کا تعاون حاصل ہے اور اس انسٹی ٹیوٹ کو ایک دو ملکوں نے اس بنیاد پر پاکستان میں قائم کیا تھا کہ ترقی یافتہ ممالک پسماندہ ممالک کی ترقی کیلئے جو اقدامات کرتے ہیں۔ اسکے تحت انہوں نے پاکستان میں ایک انسٹی ٹیوشن بزنس آف ایڈمنسٹریشن قائم کیا اور اس انسٹی ٹیوٹ کو کراچی شہر میں قائم کیا گیا۔ میرے سوال کے جواب میں وزیر تعلیم نے یہ بھی بتایا کہ اس انسٹی ٹیوٹ کو فیڈرل گورنمنٹ سے گرانٹ ملتی ہے۔ اس انسٹی ٹیوٹ کی جس وقت بھی ایڈورٹائزمنٹ ہوتی ہے تو اس میں ایک لفظ بڑا صاف اور صحیح طور پر لکھا جاتا ہے کہ اس انسٹی ٹیوٹ سے جتنے طلباء پاس ہوتے ہیں ان کو پاکستان میں ملازمت کی ضمانت دی جاتی ہے۔ آج پاکستان میں جتنی بیروز گاری ہے کوئی انسٹی ٹیوٹ چاہے میڈیکل کالج ہو، چاہے انجینئرنگ کالج ہو، یا کوئی اور انسٹی ٹیوٹ ہو، ہمارے کنگ ایڈورڈ جیسے قابل فخر انسٹی ٹیوٹ یہ دعویٰ نہیں کر سکتے ہیں کہ وہاں کے گریجویٹ کو پاکستان میں روز گار کی ضمانت دی جاتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان میں اگر کسی اور مقام پر ایسے انسٹی ٹیوٹ چلائے جاتے ہیں تو ان کو یہاں سے کامیاب امیدواروں پر سبقت دی جاتی ہے ہمارے ملک میں بیروز گاری جو کہ ایک بیماری بن گئی ہے اور ہمارے انجینئرز ڈاکٹرز اور مختلف شعبوں میں طلباء تین تین، چار چار سال ملازمتوں کے لئے انتظار کرتے ہیں، تو اس انسٹی ٹیوٹ میں جہاں پاکستان کے تمام طلباء کا حق ہے یہ حق ان کو دیا جانا چاہئے۔ پچھلے چار سال میں صوبہ سرحد سے صرف دو لڑکے لئے گئے اور بلوچستان سے کوئی لڑکا اس کالج میں نہیں لیا گیا۔ جناب والا! میں آپ کے سامنے وہ حقائق پیش کرنا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے صوبہ سرحد کے اور دور دراز علاقوں کے اور سندھ کے رورل ایریا کے طلباء کو پچھلے چار پانچ سال میں کوئی داخلہ نہیں ملا ہو گا۔ حالانکہ میں نے سوال میں نہیں پوچھا تھا لیکن مجھے یقین ہے کیونکہ وہاں داخلے کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے اور جس طریقے سے وہ داخلہ کیا جاتا ہے اس سے صرف اس شہر کے چند لوگوں کو داخلہ وہاں مل سکتا ہے۔

Mr. Chairman: I will be back in the next half an hour. In my absence, the Deputy Chairman will Preside.

Deputy Chairman: Thank you.

[At this stage, Mr. Chairman vocated the Chair which was occupied by Mr. Deputy Chairman (Malik Muhammad Ali Khan)].

سید عباس شاہ : جی اجازت ہو تو میں عرض کروں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی ارشاد

سید عباس شاہ : ایک تو جس وقت داخلے کی تاریخ ہوتی ہے کوئی دن مقرر نہیں ہوتا۔ اخبار میں بڑے اشتہارات اس کے داخلے کے لئے آتے ہیں لیکن انٹرویو کا دن تین یا چار دن پہلے رکھا جاتا ہے جس میں صرف وہ طلباء جو ہوائی جہاز کے ذریعے وہاں پہنچ سکتے ہوں فارم لے سکتے ہیں۔ ریلوے یا بس کے ذریعے داخلے کے فارم کے حصول کے لئے آپ وہاں نہیں پہنچ سکتے۔ پچھلے چار سال سے میں ان کی ایڈورٹائزمنٹ کی observation کرتا رہا ہوں کہ اس سے صرف امیر لوگ ہی فائدہ اٹھاتے ہیں اور وہ ذہین لوگ جن کو اس ادارے میں حق دیا جانا چاہئے انہیں ان کا حق نہیں ملتا ان کو داخلہ دیا جائے۔ وہ پہلی بار اس وجہ سے رہ جاتے ہیں کہ ان کی تاریخ ایسی مقرر کی جاتی ہے کہ وہاں پر وہ Normal Communications means کے ذریعے نہیں پہنچ سکتے۔

دوسری بات یہ کہ پاکستان میں ایک طریقہ تعلیم رائج ہے۔ امتحان کا بھی ایک طریقہ ہے، اسی طریقے سے ہمارے پسماندہ علاقوں کے لڑکوں جس میں صوبہ سرحد، بلوچستان، سندھ اور پنجاب کے سب پسماندہ علاقوں کے لڑکے شامل ہیں۔ وہاں پر ایک خاص طریقہ سے امتحان لیا جاتا ہے وہاں پر ایک پیپر دیا جاتا ہے اس کا جواب ہم لکھتے ہیں لیکن یہاں پر انہوں نے ایک خاص ایڈوانس سسٹم آف کمپیوٹرز پہ امتحان کا پرچہ تیار کیا ہوتا ہے اور ہمارے طلباء اور کئی علاقوں میں تو انہوں نے کمپیوٹر دیکھا بھی نہیں ہوتا نہ اس کے فارم سسٹم کو دیکھا ہوتا ہے، تو ایک بہت بڑے شہر میں سوات، باجوڑ سے یا پشین سے یا رحیم یار خان سے وہاں کوئی پہنچے تو ایک تو شہر کی گھبراہٹ اور پھر ان کو خاص قسم کا پروفارما دیا جاتا ہے جس کو بھرنے کے لئے Normally

اس شہر میں کوچنگ سنٹر موجود ہیں اور اسی سکول کے اساتذہ اس کوچنگ سنٹر میں لڑکوں کو ٹرینڈ کرتے ہیں اور وہ اس امتحان کے لئے تیاری کرتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ اس میں قابلیت کا معیار نہیں ہے صرف ایک سسٹم اور طریقہ ہے جس سے ذہین طالب علم ناواقف ہوتے ہیں جو چند لڑکے ہوائی جہاز کے ذریعے وہاں پہنچ جاتے ہیں تو ان کے کہنے کے مطابق وہ امتحان میں معیار پر پورے نہیں اترتے۔

جناب والا! میں آپ کو وثوق سے یقین دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اگر ہمارے پسماندہ علاقے کے لڑکوں کو موقع دیا جائے تو اس ادارے سے وہ آنرز اور گولڈ میڈل لے کر پاس ہوں گے۔ یہی سسٹم تھا جس وقت ہمارے صوبہ سرحد میں کالجز نہیں تھے، مجھے یاد ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں، پنجاب گورنمنٹ میں کنگ میڈیکل ایڈورڈ کالجز میں ہمارے لئے کوٹہ مقرر کیا گیا تھا۔ دس لڑکے ایک کالج میں جاتے تھے دس دوسرے میں اور میں فخر سے کہتا تھا کہ اس وقت ہمارے لڑکے ہمیشہ پہلے پندرہ لڑکوں میں سے ہوتے تھے اور کئی نے بی اے B.A. Hons. کیا انجینئرنگ پاس کی اور اس طرح میڈیکل کالج میں گولڈ میڈل لئے ہیں۔ تو یہ بات نہیں کہ ہمارے پاس ذہانت یا قابلیت نہیں ہے کہ ہم اس ادارے میں داخلہ نہ لے سکیں اور اس ادارے میں ہمارا حق ہے۔ وہ اس لئے کہ ایک ترقی یافتہ ملک نے یہ ادارہ اس ملک کے عوام کے لئے دیا تھا۔ پاکستان کے عوام کو دیا تھا۔ نہ کہ ایک مخصوص طبقے کے لئے اس کو مخصوص کیا تھا۔ اگر اس میں عام اور رائج الوقت امتحانی طریقے سے امتحان لیا جائے۔ تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ ہمارے اس پسماندہ علاقے سے لڑکے انشا اللہ اس میں کامیاب ہوں گے ہمارے ہاں گومل یونیورسٹی میں اور اس طرح پشاور میں بزنس ایڈ منسٹریشن ادارے موجود ہیں۔ ان کے طلباء کو نوکری نہیں ملتی۔ جب بھی وہ جاتے ہیں ان کو Reject کیا جاتا ہے۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ میرے پاس اپنے ان اداروں کے طلباء کی ۳۲ درخواستیں موجود ہیں۔ جو MBA اور BBA کی ہیں کچھ عرصہ پہلے ان اداروں میں داخلہ نہیں تھا، کچھ وہاں داخلہ لے لیتے تھے جو آج صوبہ سرحد میں بہترین پوسٹوں پر فائز ہیں۔

جناب چیئرمین! میں اس ایوان کے توسط سے یہ بات حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمیں وہ حقوق دیئے جائیں ہمیں اس قابل کیا جائے کہ ہمارے پاس مینجمنٹ ٹرانسفر ہو

ہمارے پاس ٹیکنالوجی ٹرانسفر ہو، کراچی ہمارا بہت بڑا شہر اور دل ہے وہاں یہ علمیت ہے۔ میں وہاں کے لوگوں سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ نے جو کچھ سیکھا ہوا ہے وہ پاکستان کے پسماندہ علاقوں کے لڑکوں کو بنکنگ میں، مینجمنٹ میں، ٹیکنالوجی میں، ٹرانسفر کریں۔ اگر ٹیکنالوجی میں آج غیر ترقی یافتہ ممالک ہی ترقی یافتہ ممالک سے کہتے ہیں کہ ٹیکنالوجی حاصل کریں تو میں اپنے بھائیوں سے یہ سوال نہیں کر سکتا کہ وہ ٹیکنالوجی ٹرانسفر کریں اور ہمیں وہ مواقع دیں اور Vicious circle نہ بنائیں۔ ہمیں یہ چیز مہیا کریں۔ کراچی کی بڑھتی ہوئی آبادی کا یہی حال رہا اور انہوں نے ٹیکنالوجی ٹرانسفر نہ کی تو ہم لوگ کراچی کی طرف رخ کریں گے کہ وہیں روزگار ملتا ہے تو اس کی آبادی اگلے پانچ سال میں ۵ کروڑ ہو جائے گی۔ لیکن ہمیں فائدہ نہیں دیا جارہا۔

جناب والا! بعض باتیں تلخ ہوتی ہیں لیکن انہیں قوم کے سامنے لانا چاہئے اور یہ اس ہاؤس کی ذمہ داری ہے، ہم صوبائیت کے چکر میں کبھی نہیں آئے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو پاکستانی سمجھتے ہیں اور انشاءاللہ ہمیشہ پاکستانی سمجھیں گے۔ پیدا بھی پاکستانی ہوئے اور مریں گے بھی پاکستانی۔ لیکن یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمیں کسی بھی علاقے کو پسماندہ نہیں چھوڑنا چاہئے۔ تاکہ وہاں پر محرومیاں پیدا نہ ہوں اور پاکستان کے بدخواہ ان محرومیوں سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہم ترقی کی طرف جائیں گے تو پاکستان کی طرف کوئی بھی غلط نگاہ سے نہیں دیکھ سکے گا۔

جناب والا! ۱۹۴۷ سے پہلے ہمارے بزرگوں کو مختلف ایسے اداروں سے یہی جواب دیا جاتا تھا اور آج بھی کبھی کبھی ہمارے وزیر صاحبان یہی جواب دیتے ہیں کہ فلاں محکمے میں، فلاں ادارے میں آپ معیار پہ پورے نہیں اترتے ہیں۔ جناب والا! پاکستان بنا کیا اب ہم اس کے معیار پر پورے نہیں اتر رہے ہیں۔ ہم کس فیلڈ میں کس سے پیچھے ہیں۔ یہی پاکستانی عوام تھے، یہی پنجاب کا خطہ تھا، یہی صوبہ سرحد اور سندھ کا خطہ تھا لیکن ان کے طلباء کو ان بہترین اداروں کے وہ قریب نہیں ہونے دیتے تھے۔ تو میں آپ کے اور اس ایوان کے ذریعے سے حکومت کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ملک میں اگر کوئی اعلیٰ ترین ادارہ قائم ہے تو اس میں پسماندہ علاقوں کے ان ذہین لڑکوں کو جو اس ادارے کے معیار پر پورے اترتے ہوں ضرور مواقع دیئے

جائیں اور ان مواقع سے ہمیں محروم نہ کیا جائے اور ان طریقوں سے جنہیں میں ہتھکنڈے کہوں گا vicious circle ہمیشہ اپنا ایک طریقہ کار استعمال کرتا ہے۔

جناب والا! اس کے بعد میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ چونکہ اس تحریک کے لئے وقت محدود ہے اگر کوئی صاحب بولنا چاہیں تو مختصر بولیں تاکہ وزیر تعلیم بھی اس پر کچھ کہہ سکیں۔

Mr. Aman-i-Room: Mr. Chairman, Sir, I would like to back my friend Syed Abbas Shah on this matter and emphasize that the backward areas of Pakistan should be encouraged and developed and it should be our aim that these backward areas should come at par with the developed areas. In this regard, the quota syatem is a good safeguard and a good step towards that end specially in institutions which are of a higher standard and which are not available to the under-developed areas of this country. Thank you very much.

ملک فرید اللہ خان: جناب چیئرمین! عباس شاہ صاحب نے جو انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈ منسٹریشن سے متعلق تحریک پیش کی ہے۔ اس کے متعلق میں مختصراً عرض کروں گا کہ وہ یقیناً اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس قسم کے واقعات سے چھوٹے صوبوں اور چھوٹے یونٹس میں بے اعتمادی، بے یقینی اور احساس محرومی کی فضا پیدا ہو گی۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ سرحد اور قبائلی علاقہ جات کو کوٹہ سے محروم رکھنے کا مطلب یہی ہے کہ ان مسائل کو ہم ہوا دیں گے جن سے آج ہم دو چار ہیں۔ ملک میں کنفیڈریشن کے نعرے لگتے ہیں پختونستان اور عظیم بلوچستان کی باتیں ہو رہی ہیں، یہ چیزیں ابھریں گی کیونکہ جب احساس محرومی بڑھے گا تو عوام کا ذہن خواہ مخواہ اس طرف مائل ہو گا۔ یہ جو عناصر ملکی سالمیت کے خلاف پرچار کر رہے ہیں تو وہ ان مذموم مقاصد میں کامیاب ہوں گے۔ جناب والا! پالیسی ساز اداروں کی یہ انتہائی ذمہ داری ہے کہ وہ چھوٹے یونٹس کے حقوق کا خیال رکھیں اور ان کو مد نظر رکھیں۔ یہاں ایوان بالا میں ہمارا تجربہ ہے کہ جب کبھی بھی ہم نے چھوٹے یونٹس کے لئے آواز اٹھائی ہے اٹانومس باڈیز میں، سیمی اٹانومس باڈیز میں کارپوریشنز میں سرکاری محکمہ جات میں تو ہمیں یہی جواب دیا جاتا ہے کہ جناب کوٹہ تو آپ کا ۶۱ء۴ فی صد ہے لیکن موزوں امیدوار نہیں آتے جو کہ غلط ہے اور یہ جواب

جب وزراء صاحبان ہمیں دیتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ واضح جوابات نہیں ہوتے بلکہ مبہم جوابات دیتے ہیں۔ ہمارے پاس ان لوگوں کی کمی نہیں ہے اس لئے ضروری ہے کہ حکومت اس طرف توجہ دے اور ایجوکیشنل جتنے بھی انسٹی ٹیوشنز ہیں ان میں کوٹہ کی بنیاد پر داخلہ دے پھر اس علاقے کے اندر وہ میرٹس اور اوپن میرٹس کو انٹروڈیوس کرائیں۔ یہ تو زیادتی ہے کہ آپ سرے سے کوٹہ دیتے ہی نہیں ہیں میں گزارش کروں گا کہ حکومت اور خصوصاً وزیر تعلیم صاحب اس بات کا نوٹس لیں تاکہ لوگوں میں احساس محرومی نہ بڑھے اور وہ طلباء اور وہ امیدواران جو محروم ہوئے ہیں ان کی محرومی کا ازالہ ہو سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک کے لئے وقت آدھ گھنٹہ ہوتا ہے لیکن اگر مولانا کوثر نیازی صاحب پانچ منٹ میں ختم کر سکیں۔

مولانا کوثر نیازی: میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ تحریک ایڈڈ ہے جس پر دو دو گھنٹے بحث ہو سکتی ہے۔ اگر آپ اسے موخر کر رہے ہیں تو پھر بولنا بیکار ہو گا۔

ملک نسیم احمد آہیر: جناب چیئرمین! اگر آپ مجھے تھوڑا سا موقع فراہم کر دیں تو شاید اس بحث کی نوبت ہی نہ آئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رول ۵۶ کے تحت آدھ گھنٹے سے زیادہ بحث ہو ہی نہیں سکتی۔

قاضی عبداللطیف: میں صرف دو باتیں عرض کروں گا زیادہ وقت میں نہیں لوں گا جناب والا! گزارش اتنی ہے کہ ہم اپنا درد پیش کرتے ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ تکلیف ہے۔ ہمیں تشخیص تو بتائی جاتی ہے کہ اس کی وجوہات یہ ہیں لیکن علاج ہمارا نہیں کیا جاتا۔ سوال یہ ہے کہ جتنے صوبائی مسائل اس وقت کھڑے ہو رہے ہیں وہ انہی بنیادوں پر کھڑے ہو رہے ہیں ہمارا مدعا یہ ہے کہ آپ کے وہ قواعد ہیں پالیسی ہے جو کچھ بھی ہے ان کی بنیاد پر ہمیں محروم رکھا گیا ہے۔ ہماری محرومی کا علاج کیا ہے۔ ہمیں اس محرومی کا علاج بتایا جائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ صرف تشخیص ہی کر دیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے درد کا ازالہ ہو اور جو محرومی ہمیں حاصل ہوئی ہے اس کا ازالہ کرایا جائے۔ بس اتنی میری گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب جوگیزئی صاحب کو موقع دیا جائے۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ: جناب چیئرمین صاحب بہت شکریہ! یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے یہ مبنی بر صداقت ہے۔ صرف ہمیں ہائی ٹیکنالوجی کے سلسلے میں تکالیف نہیں ہیں بلکہ

قائداعظم یونیورسٹی میں بھی جو ڈیفنس کے لئے سیٹیں ہیں ان پر لڑکوں کو داخل نہیں کیا جاتا۔ اب بتائیے کہ بلوچستان سے جو لڑکے آتے ہیں وہ تھرڈ ڈویژن ہوتے ہیں وہ بھی نقل کر کے۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ تعلیم نہیں ہے یا تعلیم ختم ہے۔ استاد مل کر نقل کراتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تھرڈ ڈویژن والے ہم نہیں لیں گے۔ استاد کا تو یہ کام ہے کہ وہ لڑکوں کو تیار کرے اور یہ تھرڈ ڈویژن والے لڑکے جب سی ایس پی میں لئے جاسکتے ہیں۔ تو قائداعظم یونیورسٹی میں ان پر کیوں پابندی ہے اس سے یہ ہوتا ہے کہ بلوچستان کی چند سیٹیں خالی رہ جاتی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب وزیر تعلیم۔

ملک نسیم احمد آہیر: شکریہ جناب چیئرمین! میں سید عباس شاہ صاحب کا انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے ایک ایسی ناانصافی کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کرائی اور بطور وزیر تعلیم میرے لئے بھی یہ باعث خوشی ہے کہ مجھے ایک ایسے مسئلے کی طرف غور کرنے کا موقع ملے گا جو ہمارے ان بھائیوں کے ساتھ ناانصافی کا درجہ رکھتا ہے۔ اصل میں ہمارا تعلیمی نظام ہی نہیں بلکہ سماجی اور اقتصادی ڈھانچہ بھی کچھ اس قسم کی شکل اختیار کر گیا ہے کہ اس میں تفاوت بڑھتا جا رہا ہے۔ معیار اور میرٹ تب ایک جیسا ہو سکتا ہے جب سب لوگوں کو ایک جیسی سہولتیں مہیا ہوں۔ اب فاٹا یا بلوچستان یا سندھ کے دور دراز علاقے یا پنجاب کے پسماندہ علاقے یا آزاد کشمیر یا چترال کے بچے یہ سب پاکستانی ہیں۔ لیکن جب ہم ان کو تعلیم کی ایک جیسی بنیادی سہولتیں ہی مہیا نہیں کر رہے ہیں تو پھر جب آگے چل کر معیار کی بات کیوں ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ نظام مبنی بر انصاف نہیں ہے۔ اگر ہم ایک جیسی سہولتیں دیں تو پھر میرٹ کی بات بالکل درست ہوتی ہے۔ میں خود ایک پسماندہ علاقے سے تعلق رکھتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے پاکستان میں ہر خطے میں شہروں میں دیہاتوں میں پہاڑوں میں ریگستانوں میں ذہین بچوں کی کمی نہیں ہے اور اگر انہیں مناسب تعلیم مہیا کی جائے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ میدان میں آکر آگے نہ بڑھ سکیں۔ یہ بات غور طلب ہے اور انشاءاللہ میں اس پر غور کروں گا۔ لیکن ایک بات یہ ہے کہ ہمیں اعلیٰ تعلیم میں کسی نہ کسی معیار کو برقرار رکھنا ہو گا مثلاً اگر بلوچستان کے لئے ہم کوٹہ مقرر کرتے ہیں چار سیٹوں کا تو پھر وہ بلوچستان کے جتنے لڑکے ہوں گے ان کا میرٹ ہو گا۔ اگر فاٹا کے لڑکے ہوں گے تو ان کے لئے معیار ہو گا۔ پھر یہ دھکم پیل نہیں ہوگی۔ کہ میرے بیٹے کو تو داخلہ ملنا چاہئے اور ایک غریب آدمی کے بیٹے کو داخلہ نہیں ملنا چاہئے۔ وہاں پھر میرٹ ہو گا۔

انشاءاللہ۔ چونکہ یہ پالیسی matter ہے اس پر میں وزیراعظم اور کابینہ کی توجہ دلاؤں گا اور ان محرومیوں کو ختم کرنے کی کوشش کروں گا۔

جہاں تک کنفیڈریشن کی بات ہے یا دوسرے ملک دشمن عناصر کا تعلق ہے تو مجھے یقین ہے کہ ہمارے عوام انتہائی حب الوطن ہیں اور وہ کسی قسم کے فریب میں نہیں آسکتے۔ پاکستان اپنی تمام خامیوں اور خرابیوں کے باوجود ایک نعمت سے کم نہیں ہے۔ اور ہمیں ان خرابیوں کو دور کرنا ہو گا۔ ہمیں پاکستان کی حفاظت کرنی ہو گی۔ تو مجھے یقین ہے کہ یہ نا انصافیاں جو اتنے لمبے عرصے سے ہو رہی ہیں اگر تھوڑا سا وقت اس حکومت کو دے دیا جائے کیوں کہ بڑے عرصے بعد ایک جمہوری حکومت قائم ہوئی ہے، منتخب حکومت قائم ہوئی ہے۔ آپ ہمیں موقع دیں اور یہ اصل کامیابی ہوتی ہے جمہوری حکومت جو ہوتی ہے وہ جواب دہ ہوتی ہے۔ آپ ہر مسئلے کو سامنے لے آتے ہیں۔ اور ہمیں اسی انداز سے ملک اور قوم کے بہترین مفاد میں غور کرنا ہوتا ہے۔ تو میں اپنے ان ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے اور میں حکومت کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس مسئلے پر غور کرنے کے بعد مبنی پر انصاف پالیسی وضع کریں گے جس سے کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی اور انشا اللہ ہم ایک قوم کی حیثیت سے آگے بڑھیں گے۔ آپ کا شکریہ۔

[At this stage Mr. Deputy Chairman vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan)]

DISCUSSION ON THE ADJOURNMENT MOTIONS *RE:* RECOVERY OF HEROINE FROM THE PNSC VISSEL ON BELGIUM AND IN USA.

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! میں نے التواء کی جو تحریکیں پیش کی تھیں اور جس پر آج اس ایوان میں بحث ہو رہی ہے ان کا مقصد نیشنل شپنگ کارپوریشن کو بدنام کرنا نہیں۔ اصل مقصد یہ ہے کہ منشیات کی سمگلنگ سے اور اس کے وسیع کاروبار سے بیرون ملک پاکستان کی جو بدنامی ہو رہی ہے اور اندرون ملک جس طرح یہ روز افزوں ہے اس کی طرف حکومت کو متوجہ کیا جائے۔ اس کاروبار میں پی آئی اے سے سفر کرنے والے اور اس کے عملے کے اراکین

بھی ملوث پائے گئے ہیں اور نیشنل شپنگ کارپوریشن کے بعض اراکین بھی وقتاً فوقتاً پکڑے جاتے رہے ہیں۔ جہاں تک نیشنل شپنگ کارپوریشن کی مجموعی کارکردگی کا تعلق ہے مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے اور مجھے یہ کہنے میں باک نہیں ہے کہ وہ کارکردگی بہت پہلوؤں سے قابل فخر ہے۔ عالمی جہاز رانی کا کام اس وقت سخت بحران میں ہے یہ میں جانتا ہوں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاں اس سے وصول ہونے والے محصول کی شرح ۱۹۸۰ کی سطح پر ہے وہاں جہاز رانی کے اخراجات ۱۹۸۶ کی سطح پر ہیں اس طرح بہت سے عالمی کمپنیاں بحران میں مبتلا ہو چکی ہیں۔ کئی بند ہو چکی ہیں۔ کئی بند ہونے کے قریب ہیں لیکن پاکستان کی نیشنل شپنگ کارپوریشن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان مشکل حالات میں اس کا کام بھی ہے اور اس کا نام بھی۔ یہ بھی معلوم ہے اور اخبارات میں چھپ چکا ہے کہ جون ۱۹۸۵ تک اس کارپوریشن نے ۹ ملین روپے کا نفع کمایا ہے اور ۶ افروری کے بزنس ریکارڈر میں یہ اطلاع بھی چھپی ہے کہ یکم جولائی ۱۹۸۵ سے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ تک کی ششماہی میں اس نے ریکارڈ منافع ساڑھے تین کروڑ روپے کا کمایا ہے جب کہ اب تک زیادہ سے زیادہ نفع اڑھائی کروڑ روپیہ سالانہ رہا ہے۔ اس سے نہیں بڑھا۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ نیشنل شپنگ کارپوریشن سے منشیات کے کیس پکڑے جانے کی تعداد بھی سال بہ سال کم ہو رہی ہے۔ ۱۹۸۲ میں ۲۷ کیس پکڑے گئے۔ ۱۹۸۳ میں ۱۷ کیس پکڑے گئے۔ ۱۹۸۴ میں ۹ کیس پکڑے گئے ۱۹۸۵ میں ۷ کیس پکڑے گئے۔ اس لئے جناب چیئرمین! اصل مسئلہ یہ ہے کہ منشیات کے کاروبار کی حوصلہ شکنی کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے اس میں پی این ایس سے سمگلنگ بھی شامل ہے اور پی آئی اے کے ذریعے سے بھی اس کے مسافروں اور اس کے عملے کے ممبران کے ذریعے سے سمگلنگ شامل ہے۔ ہر وہ ذریعہ جس سے ہیروئن بیرون ملک جا رہی ہے اور پاکستان کے چہرے پر سیاہی مل جا رہی ہے وہ ساری باتیں ایسی ہیں جن کی طرف حکومت کو توجہ کرنی چاہیئے۔ جہاں تک منشیات کا تعلق ہے احکام قرآنی اس سلسلے میں بالکل واضح ہیں قرآن حکیم میں صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ (عربی)

کہ خمر، جوا، بت پرستی، پانسے پھینکنا یہ سارے کام ناپاک ہیں اور شیطانی عمل ہیں ان سے اجتناب کرو۔ خمر عربی زبان میں خ م ر سے نکلا ہے۔ اور اس کا مفہوم کسی چیز کو ڈھانپ لینے کا آتا ہے۔ اس لئے عربی زبان میں اوڑھنی کو خمار کہتے ہیں کیوں کہ یہ سر کو ڈھانپ لیتی ہے۔ شراب اس لئے خمر ہے کہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ عقل کو ماؤف کر دیتی ہے اس لئے اسے خمر کہا گیا ہے۔ لیکن جناب چیئرمین! ہر وہ نشہ خمر ہے جس کے اندر عقل کو ماؤف کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہو خواہ وہ افیون ہو، خواہ وہ چرس ہو، خواہ وہ بھنگ ہو، خواہ وہ ہیروئن ہو، کوئی بھی ایسا نشہ جس سے عقلیں ماؤف ہو جائیں اور عقلوں پر پردہ پڑ جائے۔ عقلوں کو وہ نشہ ڈھانپ لے وہ سب کی سب اس حکم قرآنی کی ذیل میں آتی ہیں اور یہ بات آپ نوٹ فرمائیں کہ نشہ آور اشیاء کی ممانعت کو بت پرستی کے ساتھ قرآن نے بریکٹ کیا ہے۔ جس طرح بت پرستی اسلام میں ظاہر و باطن حرام ہے اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اسی طرح منشیات بھی اسلام کے اندر نجس ہیں ناپاک ہیں اور انہیں قرآن نے شیطانی عمل قرار دیا ہے مگر یہ عجیب بات ہے اور بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ مارشل لاء کے طویل دور میں جو نو، ساڑھے نو سال پر محیط رہا اور واقعہ یہ ہے کہ اس کا ایک سال ایک صدی کے برابر ہے کہ اگر اسے ساڑھے نو سو سال بھی میں کہوں تو بجا ہے کہ ہر لمحہ جو ہے اس کا وہ یوں لگا جیسے رینگ رہا ہے اس کے اندر نشوں کا استعمال بے تحاشہ بڑھ گیا۔ ہیروئن کا لفظ اور نام، آپ یقین فرمائیں کہ مارشل لاء سے پہلے، شاید ہی کسی پڑھے لکھے آدمی نے سنا ہو، کم سے کم میں نے نہیں سنا تھا۔ میں اپنی جہالت کا اعتراف کرتا ہوں۔ اتنا فروغ منشیات کو مارشل لاء کے اسلامی دور میں، جس کی نغمہ سرائی ابھی ایک فاضل وزیر صاحب فرما رہے ہیں اور جس کی برکات اور جس کے فیوض کا چرچا ابھی ہم ایوان میں سن رہے تھے اس کا عالم یہ ہے کہ لوگ ہیروئن کے عادی ہو رہے ہیں نہ صرف اندرون ملک بلکہ اب یہ سوغات بیرون ملک بھی لے جائی جانے لگی ہے۔ نوجوان نسل اس کا شکار ہو رہی ہے۔

کیوں یہ نشہ بڑھا ہے۔ یہ ایسا کام ہے یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر ہمارے ماہرین نفسیات کو توجہ کرنی چاہیئے نفسیاتی طور پر تجزیہ کرنا چاہیئے کہ کیا مارشل لاء نے ذہنوں پر اس قدر پریشر ڈالا، اتنا دباؤ ڈالا، اتنا لوگوں کے اوپر مسلط ہو گیا کہ لوگ کچھ ری لیکس ہونے کے لئے غلط سہاروں کی جستجو میں لگ گئے، کیا سبب تھا، کیا وجہ تھی، کونسا فیکٹر تھا جس کی وجہ سے پورا معاشرہ اس وبا میں

آ گیا' کہ بیرون ملک پاکستان کو منشیات کے مرکز اور منبع کی حیثیت دی جانے لگی' جناب چیئرمین! یہ صحیح ہے کہ لوگوں کے معاشی حالات درست کیے جائیں معاشی نظام منصفانہ بنیادوں پر اگر قائم ہو' تعلیم و تربیت سے ذہنی انقلاب برپا کیا جائے اور نو ساڑھے نو سال اگر اسلام' اسلام پکارے جانے کی جگہ کچھ عملی اقدام اسلام کے اصولوں کے فروغ کے لئے کیے جاتے' جائز تفریحات کے دروازے کھولے جاتے تو شاید یہ وبا اتنی روز افزوں نہ ہوتی میں مانتا ہوں یہ طویل المیعاد منصوبہ ہوتا لیکن مختصر معیاد کا جو منصوبہ سامنے ہے وہ بھی حکومت اب تک کرنے سے گریزاں ہے۔ وہ مختصر معیاد کا منصوبہ یہ تھا کہ اس پر سخت قانون بنایا جاتا یہ کیا طرفہ تماشہ ہے کہ ہیروئن کی سمگلنگ کرنے والے اور اس کاروبار میں ملوث افراد کا جرم قانون میں قابل ضمانت ہے۔ جو شخص پکڑا جاتا ہے وہ ضمانت پر رہا ہو جاتا ہے۔ جتنے لوگ پکڑے جاتے ہیں کچھ آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ اب تک صورت حال یہ ہے کہ اول تو لوگ پکڑے ہی نہیں گئے' جو پکڑے گئے ہیں وہ گماشتے پکڑے گئے ہیں۔ وہ غریب کارندے پکڑے گئے ہیں وہ کیریئر پکڑے گئے ہیں' اصل موثر ہاتھ جو ان کے پس پردہ کارفرما ہیں آج تک وہ گرفتار نہیں ہوئے' اس سلسلے میں جو گفتنی اور ناگفتنی کہانیاں ہمارے معاشرے میں پھیلی ہوئی ہیں' کن کن اور کیسے کیسے با اثر افراد کا اس کاروبار میں ہاتھ ہے اور کیسے کیسے ہیروئن کنگ اس کاروبار کی سرپرستی کر رہے ہیں جناب چیئرمین! میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو تھڑوں پر اور ڈرائنگ روموں میں ہر جگہ ڈسکس ہوتی ہیں اور یقیناً حکومت کے نوٹس میں ہوں گی۔

میں صرف یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ ہماری تمام ایجنسیاں اس سلسلے میں ناکام رہی ہیں خواہ وہ نارکوٹکس کنٹرول بورڈ ہو جس پر لکھوکھہا روپے برباد کئے جاتے ہیں یہ بورڈ کس مرض کی آخر دوا ہے۔ کیا اس لئے کہ وہ نئے نئے افسران بھرتی کرتا چلا جائے اور اپنی امپائر بڑھاتا چلا جائے۔ بیرون ملک سفر کئے جائیں آخر اس کی کارکردگی کیا ہے۔ وہ ہیروئن کی سمگلنگ میں اب تک کیوں ناکام ہے۔ پولیس ناکام ہے۔ میں محترم وزیر داخلہ کی جن کے لئے میرے دل میں بڑا احترام ہے توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پولیس اس سلسلے میں ناکام ہے' کسٹم ناکام ہے' پورٹ کا عملہ ناکام ہے نارکوٹکس بورڈ ناکام ہے۔ جناب چیئرمین! یہ تنہا

کسی ایک ادارے کا درد سر نہیں ہے جب تک اس میں joint efforts نہ ہوں، جب تک اس میں مشترکہ مساعی نہ ہو، ہیروئن کی سمگلنگ کو ناکام نہیں بنایا جا سکتا۔ بیرونی دنیا میں منشیات کے انسداد کے لئے جس طرح سخت قوانین نافذ ہیں وہ آپ جانتے ہیں ایران سمیت بعض ممالک تو ایسے ہیں جہاں اس قبیح جرم کی سزا موت ہے ایک آدھ شخص کو مثالی سزا دینے سے اگر معاشرہ سدھر جائے یا ایسا خوف پیدا ہو جائے دہشت پیدا ہو جائے کہ لوگ یہ کام کرنے سے رک جائیں اور اپنے ملک کی بدنامی نہ ہو تو یہ کوئی مہنگا سودا نہیں ہے۔ آخر ہم کوڑے بھی تو مارتے رہے ہیں دنیا چیختی چلاتی رہی ہے کہ یہ جلادانہ اور سفاکانہ کام ہے یہ وہ کام ہے کہ جو قرون وسطیٰ میں بھی نہیں ہوا۔ یہ وہ کام ہے کہ اس سے اسلام بدنام ہو رہا ہے لیکن ہم نے چھوٹی چھوٹی باتوں پر کوڑے مارے ہیں اور ایسے ایسے پہلوان ہم نے اس غرض کے لئے پالے کہ کوڑے مارنے میں جن کا بڑا نام ہے تو آخر اس قبیح جرم کی سزا کے لئے اگر ہم اس طرح کا کوئی موثر قانون بناتے جیسا ایران میں ہے جیسا فار ایسٹ کے بعض ممالک میں ہے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ بڑی حد تک اس کا انسداد ہو گیا ہوتا لیکن افسوس اس سلسلے میں حکومت نے کوئی پیش رفت نہیں کی۔ جناب وزیر انصاف اس ایوان میں موجود نہیں ہیں، ان کے نائب اور میرے بھائی اور میرے بہت محترم اور عزیز دوست مروت صاحب موجود ہیں میں ان سے کہوں گا کہ یہ حکومت جہاں طرح طرح کے بل لانے میں بڑی مہارت رکھتی ہے۔ آٹھواں ترمیمی بل لائی، پولیٹیکل پارٹی ایکٹ لائی ہے جس کی بنا پر دونوں ایوانوں کے خلاف پورے ملک میں واویلا ہوا، کم سے کم وہ اس ایوان میں اس لعنت کے انسداد کے لئے بھی کوئی موثر قانون پیش کرے۔ میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ انسداد منشیات کے لئے ایک ایسا بل پیش کرے جس کے اندر سخت سے سخت سزا اس جرم کی تجویز کی جائے اور میں ان سے اپیل کروں گا کہ وہ سینٹ میں اس کو انٹروڈیوس کریں۔ یقیناً یہ ایوان اس کا خیر مقدم کرے گا۔

جناب چیئرمین! اس لئے نیشنل شپنگ کارپوریشن کے جہازوں سے ہیروئن کی سمگلنگ میں ملوث عملے کی غیر ممالک میں گرفتاری صرف نیشنل شپنگ کارپوریشن جیسے اعلیٰ کارکردگی کے حامل ادارے کی ہی بدنامی نہیں ہے بلکہ پورے ملک کی بدنامی ہے۔ اس سے پاکستان کے بارے میں بہت غلط پکچر پینٹ ہوتی ہے اور بیرونی دنیا یہ کہتی ہے کہ یہ ملک ہے جو اسلام کا گہوارہ کہلواتا

ہے اور یہاں سے یہ نشے جو ہیں بیرونی دنیا میں سپلائی کئے جا رہے ہیں، تو پھر ایسے اسلام کی ہمیں کیا ضرورت ہے۔ اس لئے یہ ملک جو اپنے آپ کو نظریاتی ملک کہتا ہے یہ سوچ لے اور اس کی حکومت یہ سوچ لے کہ اس کے اقدامات سے اور اس کے ذریعے سے اس کے شہریوں کے ذریعے سے، اس کی کوتاہی کی وجہ سے جو اقدامات بیرونی دنیا میں ہوتے ہے ان کی وجہ سے پاکستان تو بدنام ہوتا ہی ہے اس مقدس نظریئے پر بھی حرف آتا ہے جس کی علمبرداری کا دعویٰ یہ حکومت کرتی ہے اور بلند بانگ دعوؤں سے اور طریقوں سے شب و روز کر رہی ہے۔ اس لئے جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ اس طرح کے واقعات کا نوٹس لے اور بیرون ملک جو پاکستانیوں کے گینگ بیرون ملک بعض عناصر سے مل کر اس ناپاک کاروبار میں مشغول ہیں اس کا سدباب کرے ان کو کیفر کردار تک پہنچائے تاکہ پاکستان کے حسین اور زیبا چہرے پر یہ بدنما داغ نظر نہ آئے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ اور کوئی صاحب اس پر بولنا چاہتے ہیں تو دس منٹ تک ہر ایک کو اجازت ہے لیکن یہ خیال رکھنا پڑے گا کہ وزیر محترم نے بھی بحث کو سمیٹنا ہو گا اور انہوں نے جواب دینا ہو گا۔ غالباً پندرہ بیس منٹ ان کو بھی چاہیئے ہوں گے اور اجلاس کو بھی شاید دو بجے سے زیادہ ہم طول نہ دے سکیں۔ تو مختصر رکھیں۔ جو کوئی بھی بولنا چاہتے ہوں۔ جناب فرید اللہ خان صاحب۔

ملک فرید اللہ خان: جناب چیئرمین! گذشتہ چھ سالوں کے واقعات کا ہم اگر بہ نظر عمیق جائزہ لیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ ہیروئن کا کاروبار اور یہ سمگلنگ کا کاروبار اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ بیرون ملک پاکستان کی ساکھ بری طرح مجروح ہوئی ہے۔ میں صرف نیشنل شپنگ کارپوریشن کے واقعہ کی بات نہیں کروں گا کیونکہ یہ تو ایک واقعہ ہے۔ اخبارات میں ہم روزانہ ایسے واقعات دیکھتے ہیں۔ جو ہیروئن کی سمگلنگ سے متعلق ہوتے ہیں۔ یہ باتیں روزانہ اخبارات میں آتی ہیں جناب والا! بیرون ملک پاکستان کو عام طور پر نارکوٹکس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو یقیناً ہر ایک پاکستانی کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے مولانا صاحب نے فرمایا کہ جو سمگلنگ ہوتی ہے اس سمگلنگ کے لئے نارکوٹکس کے ادارے ہیں، ایکسائز کے ادارے ہیں۔ وہ بھی اس کاروبار میں ان کے ساتھ حصے دار ہیں اور آج تک ہم اتنی رقوم خرچ کرنے کے باوجود بھی

اس کا سدباب نہیں کر سکے جو قابل افسوس ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ ہیروئن کی لعنت سے ہماری نوجوان نسل تباہ ہو رہی ہے اور پاکستان کے ہزاروں گھرانے اس کی وجہ سے پریشان اور دکھ میں مبتلا ہیں۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ عمل اگر جاری رہا تو ہمارے نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد جو طلباء پر مشتمل ہے وہ اس کا شکار ہو گی۔ وزیر داخلہ سے گذارش ہے کہ وہ ذرا دیکھیں کہ انسانیت کس رنگ میں اڑیاں رگڑ رگڑ کر ہسپتالوں کے باہر دم توڑتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔

جناب والا! ایک گذارش اور کروں گا کہ پوست کی کاشت جس کے متعلق حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ قبائلی علاقوں میں کم ہوئی ہے یہ پوست کی کاشت کم نہیں ہوئی اور ہمارے علم میں ہے جو بیرونی ممالک پوست کی کاشت کم کرنے کے لئے رقوم مہیا کرتے ہیں یا متبادل منصوبوں کیلئے جو رقوم وہ دیتے ہیں وہ ان علاقوں میں صحیح طریقے سے خرچ نہیں ہو رہی یہ نہایت قابل افسوس ہے۔ اسکے باوجود ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں لیکن پوست کی کاشت اور ہیروئن کی سمگلنگ میں کمی واقع نہیں ہوتی یہی وجہ ہے اور میں حکومت سے گذارش کروں گا کہ وہ رقوم جو قبائلی علاقہ میں متبادل منصوبہ جات کے لئے دی جاتی ہیں تو براہ مہربانی اس کے لئے صحیح منصوبہ بندی کی جائے اور اس کے لئے متبادل ذرائع تلاش کئے جائیں۔ اس کے علاوہ جب تک پوست کی کاشت کم نہیں ہوتی ہے یا بالکل ختم نہیں ہوتی یہ کاروبار اسی طرح جاری و ساری رہے گا۔ میری وزیر داخلہ سے گذارش ہے کہ جو محکمہ جات ان کے under آتے ہیں ان کے کان کھینچیں اور اس بات پر ان کو مجبور کریں، یہ کوئی چھپی بات نہیں بالکل واضح ہے جو ان اداروں کے بڑے بڑے لوگ اس کاروبار میں ملوث ہیں ان کو نکال باہر کریں۔ شکریہ۔

<u>جناب چیئرمین</u>: شکریہ جناب جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: Regarding the motions Sir, I think it is necessary to state that the whole problem of drugs tends to be seen in a very contemporary perspective but unfortunately it is a commodity that I think humanity has lived with for almost all of its history. Whatever the nature of society, drugs have remained with humanity from the tribal to the pastoral and then to the modern civilization. It is necessary to emphasize that it is not just a creation of the Government

of Pakistan or the people of Pakistan. The world at large has always suffered from a problem on how to deal with drugs. And when one looks at how the drugs are produced and how they are consumed, on the one hand, cultivation of the crops produces drugs. It is sometimes cultivated because of pure economic necessity. On the other hand, one finds that in materially very advanced societies like the United States, Britian or Europe there is a great demand for drugs, and there is illicit production of drugs within very materially well-off societies that cannot have any economic justification for the production of drugs. I say this only to state that one cannot be wishful and optimistic enough to hope that whatever measures the Government may take are going to make this problem vanish. After all, the problem of drugs is related to the problem of law enforcement, quite apart from the economic or the historic aspect. And when one finds that in countries with much more advanced and effective law enforcement systems *e.g.* the United States of America, which uses all kinds of surviellances, it employes air-crafts, helicopters, it is a land with no lack of resources and yet they are unable to control the intake from Colombia or from South America, and Central Amerca. It is literally a nightmare for a country which claims to be one of the most advanced countries of the world. In contrast, we are a society with our obvious disadvantages and our obvious deficencies of law enforcement. So, in countenancing criticism of any institution we will have to be realistic and I think the root causes possibly lie in an economic strategy, in persuading perhaps those sectors of our population that are engaged in this trade on the agricultural side primarily, in offering them viable projects of an agro-industrial nature perhaps particularly based on the reality of the geography of that land, and making industrial investment on the small scale so attractive that they are willing to consider replacing cultivation of the relevant crop with small scale industrial projects. Because it is these people Sir, blessed with tremendous energy, and also a kind of commitment to this country. When one hears of these people, in one sense they are committing a traitorous act, they are acting against the interest of the country, but at the same time they are God-fearing Muslims presumably. All of them are practising Muslims. And I think they would want this country not to suffer. So, the solution would be to offer them positive options rather than only deterrents to control them. It is not an easy task but I suggest that this should be looked into as

much by the Ministry of planning and development as much as by the Ministry of the Interior. It has to be truly integrated and comprehensive approach.

Sir, coming to the specific problem of the Pakistan National Shipping Corporation, while it is quite easy to attack a public sector corporation, I think it is very necessary to be fair in this respect and look into the facts. Unlike even Pakistan International Airlines, which is another carrier on another level of transportation, in the case of Pakistan National Shipping we find that the nature of the transportation involves a very large number of agencies and therefore the access to the ship is so easy and convenient whether it is by dock labour, stevedores, tele-clerks, KPT personnel suppliers, workshop personnel and not to mention the personnel of some of the Law enforcement agencies which sometimes may be involved themselves in this process. So it is a very difficult logistical exercise to control the access that these people have the ships and because the nature of the vessel is so large and the pocketing of the little bags of powder is so easy, it is one of the most difficult tasks to enforce it effectively. Therefore, I believe Sir, that this problem has to be looked at very very specifically. I think it should start with the National Shipping Corporation itself. The corporation is reported to have taken a number of measures which have resulted in a gradual and very impressive decrease in the number of such cases detected in the past five years. But I think that Perhaps, to the best of my knowledge, the PNSC does not have, as of today, a specific cell within the corporation charged with monitoring access to vessels, keeping a hawk's eye on this aspect of the operation of the corporation, and perhaps it could Consider this, but this will have to be a part of the larger strategy worked out in coordination with the other law enforcement agencies.

In conclusion Sir, I would endorse the need for the introduction on a priority basis of a comprehensive and well-thought out legislation, not necessarily promising the death penalty. I mean the death penalty is something that one instinctively wants to use against such a heinous offence, but one hesitates to condone the use of the death penalty because I think it is something that could be misused and has been misused in our country in the past. But a well-considered piece of

legislation should be introduced through the Senate at the earliest opportunity and in using such laws one should consider that any person accused must have recourse to justice. Unfortunately Sir, in the past 9 years, there have been instances where Martial Law has been used but used without giving the accused adequate opportunity to defend himself and even if a person is a drug-smuggler, I think he remains a human being and we have no right to take away the right to appeal to higher court. So, any legislation should take note of it. Thank you.

جناب چیئرمین: جناب جوگیزئی صاحب۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب چیئرمین صاحب۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہیروئن ہو یا کوئی اور نشہ آور چیز ہو اس کا اثر انسانی ذہن پر کیا اثر پڑتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اتنی کوششوں کے باوجود اس کا قلع قمع کیوں نہیں ہوتا۔ اس میں دو انٹرسٹ انوالو ہوتے ہیں۔ ایک ان کا جو پیدا کرتے ہیں دوسرا ان کا جو اس سے کماتے ہیں پیدا کرنے والے کی اگر آپ زمینوں کی حالت دیکھیں، چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوتے ہیں ان ٹکڑوں پر اس کے سوا ان کی آمدن کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔ چاہے باغات ہوں یا کوئی اور طریقہ ہو۔ ۷۵ء میں، میں سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کی حیثیت سے آیا ہوا تھا۔ پنڈی میں تین دن کورناٹکس سیمینار تھا۔ اس میں میں نے ایک تجویز دی تھی۔ میں نے کہا کہ افیون پیدا کرنے اور اس کے استعمال کرنے کا تو اور طریقہ بھی ہے اس سے دوائیاں بنتی ہیں۔ کیوں نہ اس کے کارخانے اس جگہ تعمیر کئے جائیں اور وہاں اسے بنائیں تاکہ بجائے اس کے کہ وہ نشہ آور ہوں وہ ایک صحت مند دوائی تیار کر سکیں۔ مگر اس پر کسی نے کان نہیں دھرے۔ جب تک ان کی معاشی حالت کو درست نہیں کیا جاتا، اور یہ اسی طرح درست ہو سکتی ہے کہ وہاں پر فنشں گڈز پروڈیوس کریں اور وہاں مینوفیکچر کریں۔ اس سے ایک تو ان کی صحیح قیمت ملے گی دوسرے یہ بجائے نشہ آور ہونے کے دوائی میں استعمال ہو گی۔

اب رہی یہ بات کہ جو اس کو سمگل کرتے یا استعمال کرتے ہیں جس طریقے سے دوسری قوموں کو اس سے نقصان پہنچا ہے پاکستان بھی اس سے مبرا نہیں ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ لوگ لاکھوں کی تعداد میں ہیروئن کے عادی ہو گئے ہیں۔ یہ ٹافی میں ڈال کر بچوں کو عادی بنا دیتے ہیں۔ ہمیں اس سوچ کو بدلنا پڑے گا سزائیں بے شک بہت سخت دینی چاہئیں تاکہ ملک

سے اس قسم کی مضر چیزوں کی تجارت نہ ہو سکے۔ میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے ایک بل پیش ہونا چاہئے جس میں ان کے لئے سخت سے سخت ترین سزائیں تجویز کی جائیں۔ البتہ جیسے کہ جبار صاحب نے کہا ہے کیونکہ ہمارے ملک میں قانون کبھی کبھی غلط بھی استعمال ہوتا ہے اس سے اس کا بھی تحفظ ہونا چاہئے اور ساتھ ہی ایسے مجرموں کو سزائیں بھی سخت دینی چاہئیں۔ تاکہ یہ سلسلہ ختم ہو جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب محمد اسحاق صاحب۔

جناب محمد اسحاق: جناب چیئرمین! مولانا کوثر نیازی صاحب نے دکھتی رگ کو چھیڑ دیا ہے۔ مجبوراً اس سلسلے میں کچھ کہنا پڑ رہا ہے۔ جناب والا! ہمارے علاقے میں پہلے سگریٹ پینا معیوب تھا۔ اسی گاؤں میں آج ہیروئن لوگ فخریہ انداز میں پیتے ہیں۔ بعض مرتبہ اخباروں میں یہ پڑھا جاتا ہے کہ ہیروئن والے پولیس کے نرغے میں آگئے اور ہیروئن والے چور رات کو اندھیرے میں موقع سے فائدہ اٹھا کر فرار ہو گئے۔ جناب یہ فرار نہیں ہوتے فرار کئے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جو کچھ ہے وہ پولیس کی کارکردگی ہے۔ یا پولیس کی مہربانی ہے پولیس ان کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

ہیروئن کے لئے حکومت پاکستان کو کروڑوں روپے ملتے ہیں۔ آخر اس پر کیوں کنٹرول نہیں ہوتا۔ صحیح معنوں میں وہ مخلص نہیں ہیں اور نہ وہ اس پر خرچ کرنا چاہتے ہیں ابھی حال ہی میں گوادر کے چند طلباء نے ہیروئن کے خلاف ایک مہم چلائی۔ میرے خیال میں دس سال کا اتنا ریکارڈ نہیں ہے جب کہ چار پانچ چھ دن میں لوگوں نے جو مہم چلائی ہے وہ ایک سنہرا باب ہے کس طرح لوگوں نے مہم چلائی ہے اور وہ اس میں کتنے کامیاب ہوئے ہیں۔ ایران ہمارے پڑوس میں ہے۔ ایران کے متعلق ہم سنتے رہتے ہیں۔ وہاں پر سزائے موت دی جا رہی ہے اور اگر یہ سزا یہاں بھی دی جائے تو یہ ناانصافی نہیں ہے۔ بقول مولانا کوثر نیازی۔ اگر دو چار مجرموں کو سزا دی جائے آزمائش کے طور پر تو یہ سزا نہیں ہے۔ بلکہ ایک قسم کا امتحان ہے۔ جناب وزیر داخلہ سے دست بستہ گذارش ہے کہ وہ اس سلسلے میں خاص توجہ دیں۔ اب یہ شہر سے نکل کر گاؤں تک پہنچ چکی ہے چھوٹے سوداگر پکڑے جاتے ہیں بڑے سوداگر رات کے اندھیرے میں فرار ہو جاتے ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ ان سے ملے ہوئے ہیں۔ اگر وہ نہ ملے ہوں تو فرار نہیں ہو سکتے اس سلسلے میں ایوان سے میری گذارش ہے کہ ایک بل پاس

[Mr. Muhammad Ishaq]

کیا جائے تاکہ اس کا قلع قمع ہو ورنہ اگر ہر گھر میں دس افراد ہیں تو ان میں سے سات افراد آپ کو ہیروئن کے نشے والے ملیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: اور کوئی صاحب؟ جناب سرتاج عزیز صاحب۔

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, with your permission, I will like to make a brief statement on behalf of the Minister of Communications. The Minister of Interior will then make a statement on the broader issues. I hope both the statements will not take more than fifteen or twenty minutes. First of all, may I thank the honourable Senator for rasing discussion on such an important issue which certainly requires very effective action on behalf of all concerned. I am also grateful to the honourable Senator for not only mentioning the overall performance of the National Shipping Corporation but also making a reference to the efforts which the National Shipping Corporation has already made to try and curb this menace as far as its own ships are concerned. I would like to list some specific measures which the National Shipping Corporation has taken for this purpose.

First, Captains of Vessels have been issued firm directives to enforce strict security measures to check narcotic smuggling. Second, the security guards on board the vessels in Karachi harbour have been strengthened. Third, PNSC has taken over the responsibility of maintaining its own crew-roster so as to have full control over the employment and identity of the seamen it employees. Fourth, all persons even suspected of narcotic smuggling, have been struck off from the roster and the Shipping Master has been advised to cancel their certificates. In the last six months certificates of 43 sea men have been recommended for cancellation. Fifth, all persons, boarding the vessels are required to establish their identity and their names are recorded. Sixth, Special Security Cell has been established comprising of experienced ex-servicemen. This is a suggestion just made by Senator Javed Jabbar. Seventh, Captains of vessels have been instructed to carry out random searches for narcotics while at sea and any case found to be reported to the Head Office and the material dumped at sea in the presence of witnesses. The fact is to be entered in the ship's logbook alongwith the position of the vessel. Eighth, crews

are only permitted to shop to the extent of their foreign exchange earnings which has to be accounted for and finally PNSC has been pressing Drug Enforcement Cell to aquire dogs trained in narcotic detections. It is proposed that these dogs will survey all ships before departure so that this itself acts as deterrent to those who might like to venture to take drugs on board some of these measures are underimplementation, others have already been implemented or have already brought about a sharp decline in the incidents that have already been mentioned. The difficulty of checking this kind of irregularity in the face of the nature of the vehicle or vessel to which large number of people have access have to be recognised besides the very high price which International gangs try to give to the carier and finally the very strong international pressures which have been increased in Pakistan eversince, Iran and Afghanistan have been closed to the World market. Despite this, at least as far as the National Shipping Corporation is concerned, it is hoped that the measures being taken will certainly reduce the use of this particular channel for spreading this menace. Of course, the problem remains serious and requires very strong action not only on the part of law enforcement agencies but also on behalf of all elements of the society which can play a role in weeding out this dangerous menace from our society and our youth. In conclusion I will again thank the honourable Members for their constructive discussion on the subject.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Aslam Khattak.

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak: Sir, to be honest and correct, I had no knowledge that this was being brought today because I enquired from my staff in the morning whether there was anything concerning the Ministry of Interior and we were informed that there was nothing for the Ministry of Interior today. So I came just out of courtesy to the House but in any case I have been dealing with this problem for a very very long time eversince I have been a Minister here.

I am very grateful to Maulana Kausar Niazi for bringing out this subject on the floor of the House. As far as the Pakistan National Shipping Corporation is concerned, Maulana Sahib himself in defence of the Corporation produced arguments that I need not go into them.

On the other hand, I am very grateful to Mr. Javed Jabbar for the very constructive speech in which he portrayed the problem that is not only confronting the Government of Pakistan but also confronting the whole International or civilized World or un-civilized World as I say, this problem is every where. Sir, I would not agree with Maulana Sahib in this respect that the law enforcing agencies have failed and have done nothing in it. The fact is that the law enforcing agencies on all fronts have been very active. I have not got the facts and figures with me at the moment but even the cultivation of the 'Poppy' I think, the production of opium from 800 tons or something like that per annum has come down to 45 tons like that. But you see Sir, I had never seen 'heroine' myself as Maulana Sahib correctly said. We never knew this word 'Heroin' at least I was in office in the Frontier, even in those days I had never heard of this word 'Heroin'. And I had never seen it till I went to Karachi the other day and was inspecting the Coast Guard and they took me to the place where they had all the confiscated material with them and they opened up a box. And in this box, there was a small packet of that size and that they showed me one white herion and there was another packet of the same size in which there was brown type of herion. He said Sir, this white heroin in this little small packet cost about 1,50,000 (Rs.) today because the costs have gone a little higher since the production had been curtailed and some of the factories have been removed. But he said, this very little packet if you take it across to America. Sir, you will get one million dollars for it, because this would be mixed up five hundred fold. So, the temptation where a man can earn one crore and sixty lacs of Rupees, the temptation is so great that I am afraid, some of the persons that have been caught in the net, are very respectable names. And I would not go into disclosing who they are but Sir, they are very respectable names.

On the other hand Sir, as far as the severity of punishment is concerned, I have also dealt in my life with this problem. It is not in the severity of the sentence that the panacea lies but it is in the certainty of conviction that the real panacea lies. You see Sir, look at the death penality. In the frontier when the death penality was introduced in the first year, four people were hanged. But later when I was carrying out an investigation into this problem, more than four hundred people had been hanged. You see Sir, the point is, that it is not, that if we introduce

[Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak]

death penality, that the evil would disappear. Look at the murders, look at the dacoities, look at the robberies, you see Sir, the punishment is very heavy but I would assure Maulana Sahib that even in the case of narcotics, it was debated and there is punishment as penal servitude for life. We have not gone to the death sentence so far but for narcotic's smuggling and trading in it and being involved in the business, the punishment goes up to penal sevitude for life.

Sir, as honourable Senator, Javed Jabbar, clearly depicted America tried to deal with prohibition. Sir, you are fully aware of it they spent trillions of dollars. Trillions of dollars were literally spent on prohibition and that was not heroin, that was just prohibition of drink and they failed miserably in it and the result was that they had to change their policy. And today the honourable Senator with whom I agree, America is spending trillions of dollar to prevent heroin and to prevent these narcotics. from coming into United States. But they failed because it is available over all the cities of Newyork and it is becoming a kind of epidemic with their young boys and girls. The same is happening to us, I hope to guard not on the same manner but the other day when I saw the figures even in our school age children, I think that was horrifying to see. But it is not only the Policemen, it is not only the Narcotics Control Board, it is not only the Law Enforcing Agencies Sir, that can deal with it and can solve the problem. Sir, it lies in our homes, it lies with our teachers, it lies with the Ulamas. And I do hope and pray that the ulamas are welcomed in the political field. But I would also request them that they should pay some attention to the crime of narcotics in their Jehad which they have started now. I have yet to see and hear that there has been a big Jaloos or a big meeting or a big public function in which the Ulamas spoke only against this crime and against narcotics. The Government on its part is responsible and will do every thing that lies in its power but Sir, unless there is public cooperation, unless there is a feeling by the educational institutions and we raise a national kind of urge against it, I don't think that this problem can be solved. Because it is so dangerous Sir, as I was told, when I saw this heroin that even if you just cut yourself a little and you rub for the first time that white herion once, and second time you do the same thing, and on the third time you are hooked like a fit.

There has been the complaint Sir, that all the money that come from abroad is not being utilized properly. I don't know whether the Committee that I have appointed included any Senator in it or not but the Committee of the three or four M.N.As I believe were appointed to go into the area particularly, 'Bajore' and those areas where this narcotics control scheme is enforced. We are trying to wean away the cultivators from the cultivation of popy to the cultivation of other crops. But Sir, you can yourself well imagine that what a poppycrop can bring and what its alternative can bring. So unless there is a moral force behind it. I am afraid Government alone can not control it. I feal Government alone cannot succeed unless we are just like people who stopped drinking wine, who stopped I drinking wiskies and other drinking in this country, which was being done in some of our grape-growing areas. Unless that type of a feeling is aroused amongst the people who deal in this and grow these things, I don't know, Sir, how far we would be successful?

Sir, I have only to make one more comment about those law enforcing agencies, Sir, it is alright to criticise them; it is alright to beat them with a heavy stick that is available to us but sometime, you see, Sir, they also deserve a pat on the back. The quantum of things seized by them that I have seen, in one go probably had something like 40 tons of opium and what they seized also runs into crores and crores of rupees, Sir. I agree that it is not that much possible that it should be stopped completely. But Sir, I assure him and I assure this House that a great deal has been curtailed and a great deal has been caught and some of it, of course, has escaped but the temptation is so great that the human nature comes into play and that greed and that lucrative benefits that accrue to it, make many people to risk their life for it. debate and any suggestion that the House has to make or the honourable Members have to make to me to improve our control over this nefarious type of dealing will be most welcomed and I thank you for giving me time.

Mr. Chairman: Thank you very much.

I think, this brings to an end of the debate on the Adjournment Motion moved by Maulana Kausar Niazi. The motion is deemed to have been talked out.

The House is adjourned to meet again tomorrow at 4.30 p.m. Thank you.

[The House adjourned to meet at half past four of the clock in the afternoon, on Thursday, the 20th February, 1986.]

PCPPI—2580(87)Senate—14-3-1988—300.